زخمی پنجاب

کرشن چندر

منصور حیدر راجہ

زخمی پنجاب

کشن چند زیبا

پبلشرز

لاجپت رائے اینڈ سنز تاجرانِ کتب
دہلی

بار پنجم لاہور، ثانی دہلی   قیمت دو روپیہ

پیش لفظ

سنہ ۱۹۱۹ء میں پہلی مرتبہ جب یہ ڈرامہ شائع ہوا تھا۔ تو اُس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ چند دِنوں میں ہی اس کی ۱۵۰۰۰ جلدیں فروخت ہو گئی تھیں حتےٰ کہ اس وقت سے خود ہمارے پاس بھی اس کی ایک جلد نہ تھی۔ مقامِ مسرت ہے کہ حال ہی میں اِس کا ایک نسخہ ہمیں اسی جگہ سے ملا ہے جہاں کے خونچکاں حالات اس ڈرامے میں درج ہیں یعنی امرتسر سے سنہ ۱۹۱۹ء - سنہ ۱۹۲۰ء کی جلیانوالہ کی خونیں داستان اور اِس زمانے کی قربانیوں کی زندہ تصویر دیکھکر آپ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل آئیں گے۔ اور آپ کی رگِ حمیت بھڑک اُٹھیگی۔

مرحوم کشن چند زیبا اِس غیر فانی تخلیق کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

(پبلشر)

سمرپن

ہتر گن اڈیٹرا مانویسی کوئی سادھارن بات نہیں۔ بڑے بڑے یوگیہ اور قابل مصنفوں نے اس فن میں طبع آزمائی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے زک اٹھائی ہے۔ کافیہ بندی کر دینا یا ادھر ادھر سے شعروں کی کھینچا تانی کر کے نظم و نثر کا ایک مجموعہ پیش کر دینا کوئی ڈرامہ نگاری نہیں۔ اس اتھاہ ساگر میں تیرنے والے شاعر کو قدم قدم پر غوطے کھانے پڑتے ہیں۔ وہ ڈرامہ نگاری کے خاص اصولوں کے مطابق نیا رُخ۔ نیا پہلو۔ نئی تصویر اور نیا خیال ڈھونڈ نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ "تھوڑا اور میٹھا" یہ نیم ہر وقت اس کے ہردے نیتر کے سامنے رہتا ہے۔

ڈرامہ نگار کو اس بات کا خاص خیال رہتا ہے کہ کیریکٹر کا کوئی پہلو اس کی پہنچ سے باہر نہ رہے اور ہر ایک پہلو کا چتر کچھ ایسی خوبی سے پیش کیا جائے کہ اس میں کلپت ہوتے ہوئے بھی اصلیت کا رنگ نظر آئے۔ واقعات کی سچائی اپنی جھلک دکھا جائے۔ یہ کام کوئی مشق یا مطالعہ کا نہیں۔ اس کے لطف سے وہی کچھ آشنا ہیں۔ جن کو پرماتما نے ناٹک لکھنے کی وشیش یوگتا جنم سے ہی دی ہے

جن کی بدھی نازک خیالیوں سے بھرپور ہے۔ جو سرشٹی اور اس کی سندرتائی کو من کی باریک نگاہوں سے دیکھنے کا خاص دماغ رکھتے ہیں ⁘

ڈرامہ نویسی کہاں سے آئی؟ بھارت کی پشپت واٹکا میں یہ خوشنما کیاری کس باغبان نے لگائی۔ پہلے پہل ناٹک کس نے بنایا۔ سٹیج پر کھیلنے کا وچار پرتھم کس کو آیا۔ ہمارے پاٹھک گن کے دلوں میں یہ پرشن ضرور پیدا ہونگے جن کا جواب وستار سے دینے کی ہم یہاں چنداں ضرورت نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اس وشے پر پہلے بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ ہاں البتہ کسی توین بات کا ذکر کر دینا ہم کرتویہ سمجھتے ہیں ⁘

بھارت ورش میں سب سے پہلے (جب کہ اس آریہ بھوت دھرتی پر تو کیا سنسار بھر میں ناٹک کا وجود نہ تھا) مریادا پرشوتم شری رام چندر کے ویر پتر لو اور کش نے رام ناٹک سنسکرت زبان میں لکھوا کر سٹیج پر کروایا۔ اس کے بعد زمانہ بدلا۔ سنسار چکر نے کئی چکر کھائے۔ کالیداس کے معرکۃ آلارا ناٹک سٹیج پر آئے۔ تت پشچات ہندی ناٹکوں کا رواج ہوا۔ پھر نئی روشنی کے زمانے میں شیکسپیئر کے انگریزی ڈراموں نے اردو کا لباس پہن کر سٹیج کو بھی نئی روشنی کے سانچے میں ڈھال دیا ⁘

پاٹھک گن! مجھے اس فن کی مشق کرتے تقریباً بارہ برس ہو چکے ہیں۔ شوق کی چنگاری ملازمت اور مطالعہ کی راکھ میں دبی ہوئی پہلے سے موجود تھی۔ صرف زمانہ کی ہوا لگنے کی دیر تھی۔ قدرتی مذاق نے اپنا رنگ دکھایا۔ اور میں پورے شوق اور عقیدے کے ساتھ اس میدان میں آیا۔ سورداس۔ نرسی بھگت۔ جگت سنگھ۔ بال گوشن۔ بھیشم پتامہ۔ پرہلاد۔ گنگا ونرن۔ سیتا بنواس۔ دان ویر کرن اتیادی ناٹک تصنیف کئے۔ سٹیج پر اردو کی جگہ ہندی کا رواج دیا۔ یہاں تک کہ میرے ان ناٹکوں کا آدھار پر دیش میں کئی ایک خالص ہندو

دھارمک کمپنیاں پیدا ہوگئیں ۔ دھارمک ناٹک دیکھنے کے لئے پبلک نے بھی شوق اور جوش کا اظہار کیا ۔

لیکن آج ہوا کا رُخ کسی اَور طرف ہے ۔ عشقیہ ڈراموں کی جگہ خالص دھارمک ناٹکوں نے لی تھی ۔ اب دھارمک ناٹکوں کو پیچھے چھوڑ کر سیاسی ڈرامے اپنا قدم سٹیج پر آگے بڑھانا چاہتے ہیں ۔ کارن کہ مہاتما گاندھی نے پالٹیکس کو دھرم کے آدھین کر دیا ہے ۔ نہیں نہیں ! اس سے پرتھم نشاسنرکار بھی اس وشے پر کافی روشنی ڈال چکے ہیں ۔ جیسی آب و ہوا ہے ۔ طبیعت کا رنگ بھی وَیسا ہی ہو جائے گا ۔ آج وہ زمانہ ہے کہ جس لیکچر میں پالٹیکس کی جھلک نہیں وہ نقار خانے میں طوطی کی صدا ہے ۔ بھلا کون سُنتا ہے جس کتاب میں پالٹیکس کی رنگت نہیں وہ ردّی کے حوالے ہے ۔ بھلا کون پڑھتا ہے یہی حال ناٹکوں کا ہے ۔ اب لچر اور عشقیہ مضمون بھدّے اور اخلاق سے گرے ہوئے مذاق (کامک) کو کوئی پسند نہیں کرتا ۔

مصنّف کو بھی جس طرف ہَوا کا رُخ ہو ۔ اسی طرف چلنا پڑیگا ۔ زمانہ اس کو زبردستی چلائے گا ۔ یا تو وہ پبلک کو اس کے مذاق انوسار ورتمان کال (زمانۂ حال) کا صحیح فوٹو کھینچ کر دکھائے گا ۔ یا قلم چھوڑ کر اس میدان سے بھاگ جائے گا ۔

دِنوں کی بات ہے کہ مترگن مجھ ناچیز کی تعریف کے پُل باندھنے لگے ۔ بات چیت میں ناٹک نویسی کا وشے آگیا ۔ ایک مہربان نے صلاح دی کہ پنجاب ٹریجڈی کا ڈرامہ لکھو ۔ سخت ضرورت ہے ۔ قدر ہوگی ۔ پبلک پسند کرے گی ۔ پنجاب ٹریجڈی سے بڑھ کر اَور کون سا وشے کرونامئے اَور روچک ہو سکتا ہے ۔ یہ مشورہ میرے اِرادوں کا رہنما بن گیا اَور اسی دِن

مضمون پر وچار کرنا شروع کر دیا - آج پر ماتما کی کرپا سے وہ پوتر وچار اور وہ شدھ ارادہ نشوونما پا کر اس پستک کی صورت میں ناظرین کی سیوا میں حاضر ہو رہا ہے ۔

صرف ٹریجڈی قلمبند کیا ہے۔ کسی قسم کا کلپت مذاق شامل نہیں کیا۔ بہت سے پاتر کلپت لینے پڑے ہیں - اس کے بغیر کسی ناٹک میں بھی ودرنگت نہیں آ سکتی - جو کیول ناٹک کا ہی حصّہ ہے - اگرچہ مفہوم وہی ہے - لیکن ناٹک نویسی کے نیم انوسار لفظی بندش سے آزاد ہو کر واقعات کو اپنے لفظوں میں قلمبند کیا ہے - جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے - اپنی یوگتا کے انوسار جہاں تک رسائی تھی - پہنچ گیا - اب قدر کرنا نہ کرنا آپ کے اختیار کی بات ہے !

زیبا

منگلاچرن

نٹ (سوتردھار) و نٹی کا پرماتما کی استتی کرتے ہوئے دکھائی دینا

گانا

چرن شرن تمری سکھدائی
نشکل جگت کے آپ سہائی
دکھ سنکٹ کے ہرن ہار۔ سب کے دانا ہو اُدار
قدرت ندرت پر نثار
ست وشواشی - اسست وناشی - ہو سکھ راشی
سرشٹی سندر سرس رچائی

نٹی - پران ناتھ! آج اس رنگ بھومی پر کونسا ناٹک دکھاؤگے؟
نٹ - پریہ اس ناٹک کا نام لیتے میری زبان تھراتی ہے۔ کیا پوچھتی ہو۔ دکھ کی شِلا سے آتما پسی جاتی ہے ۔

خوشی کا یہ نہیں پر یوگ غم کا یہ فسانہ ہے !
ہمیں ناٹک وہ کرنا ہے سبھا سد کو دکھانا ہے !
کہ جس سے بے ترس کو رحم کی عادت سکھانا ہے !
جو سنگدل ہیں انہیں بھی خون کے آنسو رلانا ہے !

نٹی ۔ من کی آزادی کو غم کی بیڑیوں سے جکڑنے والا ۔ دُکھ کے فولادی پنجے سے انتر آتما کو پکڑنے والا وہ ایسا کون سا اتہاس ہے جس کا نام لینے سے پہلے ہی آپ کی صورت اُداس ہے ؟

نٹ ۔ وہ اتہاس جس نے بھارت ورش میں دیا دِرشٹی کے بدلے خون کے چھینٹے اڑائے ہیں ۔ جس نے بوگیہ پرشکار کے بدلے آکاش سے آگ کے گولے برسائے ہیں ؎

جس کا ہے ہر اک فقرہ خون سے سینچا ہُوا
جس کا فوٹو بے گناہ نے مرکے ہے کھینچا ہُوا
جس کے مضمون سے لہُو کی آ رہی سو باس ہے
خون ناحق سے جو اک گوندھا ہُوا اتہاس ہے

نٹی ۔ تو مطلب کی طرف آئیے ۔ اس کا نام تبلائیے ۔ پُرانا ہے یا تازہ ۔ یہ تو فرمائیے ؟

نٹ پُرانا نہیں ۔ بلکہ تازہ ۔ باغ میں کھِلے ہوئے خوبصورت پھُول کی مانند ۔ بالکل تازہ ؎

ابھی تک زہر ہے باقی جو اُگلا سانپ نے پھَن سے
نشان ملتا ہے بربادی کو اس اُجڑے نشیمن سے
ابھی تک زخم تازہ ہیں جگر کے جو لگے گن سے
لہُو کا رنگ ابھی اُترا نہیں قاتل کے دامن سے

نٹی ۔ کیا اس بیسویں صدی کا ورتانت ہے ؟

نٹ ۔ ہاں ۔ اور کوئی دو ایک برس کا ورتانت ہے ؎

اب تک ہیں اس اگنی سے پڑے سینے پہ چھالے

سننے میں ابھی آتے ہیں وہ دہواؤں کے نالے
اب تک بھی اناتھوں کی دہی آہ دبکا ہے
بھارت کا جگر ظلم کے خنجر سے چھدا ہے

نٹی ۔ تو کیا یہ کوئی بھارت واسیوں کی بپدا ہے ۔ بھارت ورش کی گتھا ہے ؟

نٹ ۔ ہاں ۔ اس آریہ سپوت بھارت ورش کی ۔ جو آج کئی صدیوں سے اینہ (غیر) جاتیوں کے پیروں میں کچلا جا رہا ہے ۔ جو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا اندر ہی اندر غم میں گھلا جا رہا ہے ۔ وہ بھارت جس کے ہاتھ سنہری زنجیروں میں جکڑے ہیں ۔ جس کے من بدھی اور آتما بدیشی وچار کے رنگ میں رنگے ہیں ۔ جس کے سر پر انرتھ کے بھالے ہیں اور زبان پر تالے ہیں ؎

بند پنجرے میں ہیں پر آ گیا نہیں فریاد کی
گھٹ کے مر جاتے یہی مرضی ہے بس صیاد کی

نٹی ۔ بھارت ورش میں ایسا کون سا انرتھ ہوا ۔ نردوش رشی سنتان پر انرتھ کرنے کو کون سمرتھ ہوا ؟

دوہا

بھارت کی گن دان ہے ۔ جو بھاوی سنتان
کیا رشی سنتان کا ہے ۔ کس نے اپمان

نٹ ۔ اس راکھشس روپ مارشل لاء نے ۔

نٹی ۔ مارشل لاء نے کیا انرتھ کیا ؟

نٹ - وہ انرتھ جو آج تک کسی نیائے شالی حاکم نے اپنی نزدوش پرجا پر نہیں کیا - چین - جاپان - روس - ایران - ترکی - عربستان - فرانس - انگلستان کا اتہاس کھول کر دیکھو - مگر ایسی کردنا جنگ گھٹنا کہیں نہ پاؤگے - کہنے کو مارشل لاء دو شبد ہیں - ذرا سی زبان ہلنے کا نام ہے - پرنتو بھارت میں آج اس مارشل لاء کی بدولت کتنے آتماؤں کا جینا حرام ہے - گھر گھر میں کہرام ہے ؎

اچھا بُرا نہ دیکھا سب کو لتاڑ ڈالا
مُدّت سے جو بسا تھا اس کو اُجاڑ ڈالا
رولٹ نے بھی نکالا یہ چوچلا جفا کا
بھارت کو یہ مِلا ہے اچھا صلہ وفا کا

نٹی - لیکن مارشل لاء تو باغی پرجا کے واسطے ہے - اس پرجا کے لئے نہیں - جو راجہ کی خاطر اپنی جان تک لڑا دے - راجہ کے ہِت کو رن بھومی میں اپنا پوتّر خون بہاوے - جو راجہ کے گورو روپ دیوتا پر اپنے پیالے بچّوں کو بھینٹ چڑھا دے ؎

دیا انگلینڈ نے بھارت کو جو ثمرہ وفاؤں کا ؟
صِلہ تھا یہ ہی نیکی کا یہ بدلہ تھا وفاؤں کا ؟

نٹ - پریہ! آج اس گھٹنا سے اِنگلینڈ کے نام پر کلنک کا ٹیکہ لگ رہا ہے ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کر دیتی ہے - ایک کی مورکھتا تمام جاتی کو پراگندہ کر دیتی ہے ؎

اوڈوائر گر نہ ہوتا تو نہ ہوتا یہ انرتھ !
خون ریزی کو نہ ہوتا اس طرح ڈائر سمرتھ !

اوڈوائر شہ اگر نہ دیتا نہ اس جلاد کو
حوصلہ پڑتا نہ پھر ڈائر ستم ایجاد کو

نٹی - ڈائر اور اوڈوائر کون ؟

نٹ - پنجاب کا سنگ دِل لاٹ اوڈوائر - اور جلیاں والے کا جلاد جرنیل ڈائر ٭

نٹی - پرجا کا رکھشک اور پرجا کا خون کرنے والا - جس برتن میں کھایا - اسی کو چھید کر ڈالا - جس کے سایہ میں وشرام کیا - اسی درخت کو جڑ سے اُکھاڑ دیا - جس خرمن سے سارا سنسار روزی پاتا ہے - اس کو اُجاڑ دیا ؟ ؎

سنتری ہی چور ہو تو کون رکھوالی کرے
چمن کا کیا حال جب مالی ہی پامالی کرے

نٹ - لسنہیدہ - ان آدمیوں نے بادشاہ کی دی ہوئی طاقت اور تلوار کا بے جا استعمال کیا ہے - بھارت کے کلہاڑے سے بھارت کو ہی حلال کیا ہے ؎

اگر چلتی رہی گولی یونہی نردوش جانوں پر
تو کوّے اور کبوتر ہی رہیں گے ان مکانوں پر
مٹا ڈالیں گے گر اِس طرح حاکم اپنی پرجا کو
حکومت کیا کریں گے پھر وہ مرگھٹ اور مسانوں پر

نٹی - انرتھ ہے - ان حاکموں نے بھارت کا بڑا اپمان کیا ٭

نٹ - بلکہ یوں کہو - کہ بڑا احسان کیا ؎

پکڑ کر کان سے اس اوڈوائر نے اُٹھا لیا ہے

پڑے سوتے تھے توپوں سے یہ ڈائر نے جگایا ہے
اگر گولی نہ چلتی خون کے نالے نہ گھر بہتے !
نہ جانے کب تلک ہم خوابِ غفلت میں پڑے رہتے !

نٹی ۔ تو کیا آج اس گھٹنا کا ناٹک دکھاؤ گے ؟

نٹ ۔ ہاں ۔ آج اسی گھٹنا کے رد جگ درشیہ دکھلائیں گے ۔ نیائے اور انیائے کا چتر کھینچ کر بتلائیں گے ۔ جس سے بھارت واسی اپنے ادھیکار کو جان کر سنسار کو اپنی بپتی سنائیں گے ۔ اپنا دکھڑا راجہ کے کانوں تک پہنچائیں گے ۔

گانا

رونا ہے آپ ہمیں خود بھی اوروں کو آج رلانا ہے
بھارت کے دکھیا پتروں کا رو رو کر حال سنانا ہے
نرا پرادھی جو قتل ہوئے ڈائر کے اگنی شستر سے
اُن کے جو دکھیا بندھو ہیں ۔ ان کا دکھ درد بٹانا ہے
کس طرح آجکل دنیا میں نیکی کا بدلہ ملتا ہے
جو ساتھ ہمارے بیتی ہے وہ بپتا ہمیں بتانا ہے
کس طرح پشو وت ہوتا ہے برتاؤ بھارت پتروں سے
بھارت کے جو ہتکاری ہیں ان کو یہ چتر دکھانا ہے
اپرادھ نہیں ہے غیروں کا ہے دوش ہماری قسمت کا
یہ بھارت ایک اکیلا ہے اور ویری ایک زمانہ ہے

مکمّل ڈرامہ

پنجاب ٹریجڈی

عُرف

زخمی پنجاب

ایکٹ پہلا سین پہلا

(استھان) گاندھی آشرم

(مہاتما گاندھی کا بھارت ماتا کی اُپاسنا کرتے ہوئے دکھائی دینا)

گانا

جے جے بندھوں سکل سُکھ کاری - جننی جنم بھومی ہتھاری

جے جے سری کرشن کی ماتا۔ جے رگھوور کی جنم پرداتا
توری رج مستک پر دھاروں۔ تو پہ تن من دھن بلہاروں
تو پدارتھ سب اوتپن کرنی۔ گنگا جمنا ہر دے دہرنی
جے جے.....

گاندھی۔(زبانی)سے

آج پرسن ہو کہ ماتا درد و غم جانے کو ہے
اب تو پچھم سے کوئی اچھی خبر آنے کو ہے
تیرے بچوں نے وفائیں کی ہیں انگلش راج سے
راج کر دے گا تسلی اب تیری سوراج سے

(آواز۔ بھارت چتر سے بھارت کا پرنکش دیوی سروپ میں پرگٹ ہونا)

بھارت۔

دوہا

تجھ کو دے کر جنم میں دھنیہ ہوئی ہوں لال
ایک تیرے پرشارتھ سے جاتی ہوتی نہال

گاندھی۔ ہے ماتا۔ ہے جننی۔ ہے سروسکھ داتا! تیری سیوا کرنا تو پرانی ماتر کا دھرم ہے۔ جس نے تیرے اُدر سے جنم لے کر تیری کچھ سیوا نہیں کی وہ پرلے درجے کا بے شرم ہے سے

تو نے جنم دیا ہے ہم کو۔ تو نے دودھ پلایا
تو نے پالا پوسا ہم کو۔ تو نے لاڈ لڈایا
لاکھوں دئیے پدارتھ ہم کو۔ تو نے منش بنایا

گنگا جمنا اَور ہمالہ ۔ سب تیری ہے مایا
تیری رج کے بدلے ٹوں مَیں راج نہ پرتھوی کا
مَیں ابھلاشی ہوں اے ماتا شرناگت پدوی کا

بھارت ۔ تیرے جیسے جس دیش میں سپوت ہوں ۔ اس کا اَوشیہ اُدھار ہو گا

جس ناؤ کے کیوٹ تم ہو ۔ وہ بیڑا ضرور پار ہو گا ؎
یُوں تو لیتے ہیں جنم کھا پی کے مر جاتے ہیں سب
اَور مسافر کی طرح سے کوچ کر جاتے ہیں سب
یوُں تو سب چلتے ہیں سادھارن دھرم اُپدیش پر
جنم ہے پر دھنیہ اس کا مر مٹے جو دیش پر

گاندھی ۔ ہے جننی ۔ مَیں کچھ بھی نہیں ۔ تیری پاون رَج کا ایک ذرّہ مجھ سے اَدھک تر ہے ۔ تیری خاک پر رینگنے والا ایک تچھ جیودھاری مان اَور رُتبے میں مجھ سے بہتر ہے ۔ تیری شان ۔ میرا سمّان اسی میں ہے کہ مَیں بھارت سنتان ہُوں ۔ تیری بھگتی کے اگن کنڈ کا ایک ناچیز بلیدان ہُوں

؎

جب تک مَیں جیوں گا ۔ تیری سیوا ہی کرُوں گا
اَور موت جو آئی اسی آشا میں مرُوں گا
جب جب ہو میرا جنم اسی دیش میں جنموں
ہر بار اِسی دیش کے ہِت پر ان تیاگوں

بھارت ۔ تو ہے آریہ پتر ۔ کیا اب بھی کچھ دِنبھ ہے ۔ سوادھینتا جو میرا جنم ادھیکار ہے ۔ اب بھی ملنی دشوار ہے ۔ کیا کسی کی سیوا اَور محنت بھی وِرتھا جا سکتی ہے ۔ آم کی شاکھا دھتورے کا پھل لا سکتی ہے؟

گیت

جو کچھ تھی پاس میرے پونجی انگلینڈ پہ اس کو وارا ہے!
ان کے بھنڈار کئے خالی بچّوں کو بھوکا مارا ہے!
گن گن کر بھینٹ چڑھائے ہیں بچّوں سے کیا کچھ پیارا ہے
ایک ایک جگر کا ٹکڑا ابھی دے دینا کیسے گوارا ہے

گاندھی۔ ماتا! نیکی کبھی ضائع نہیں جاتی۔ انگریز قوم ایسی احسان فراموش نہیں۔ ہمیں ابھی تک اس کی طرف سے اسنتوش نہیں۔ شانتی کرو۔ وہ دیکھو آزادی کی دیوی سمندر کی وسیع لہروں پر سوار ہو کر پچھم سے اِدھر کو آ رہی ہے۔ ویدمیں دکھیا تا۔ شاستروں کی گیاتا۔ سرو سکھ کی داتا۔ شُدھ آچرن کی ماتا آ رہی ہے:-

گیت

ناز کی لہروں پہ وہ دیکھو تو اٹھلاتی ہوئی
آ رہی ہے آنند کی ورشا ہے برساتی ہوئی
آج صدیوں کی یہ آشا قوم کی پورن ہوئی
کیا نہ نکلے گی غلامی اب بھی گھبراتی ہوئی

(دلی رُوپ سے آزادی کا داخل ہونا)

آزادی۔ توڑ دو۔ غلامی کی زنجیروں کو آتمک شکتی کے جھٹکے سے توڑ دو! سوتنتر وچاروں کی ٹھوکر سے پرآدھینتا کے سنہری کھلونے کو توڑ دو

گیت

چھوڑ دو بس آج سے پرتنترا کے مشغلے!
آؤ اے بھارت کے بیٹو میرے جھنڈے کے تلے!
آج سے آکاش اور پرتھوی یہ سب آزاد ہے!
مرنا اور جینا تمہارا سب کچھ اب آزاد ہے!

[بھیانک راکھشس روپ میں رولٹ بل کا داخل ہونا اور
آزادی کا دامن پکڑ لینا اور بھارت ماتا سے بھینٹ کرنے سے
آزادی کو روک دینا]

رولٹ بل۔ ٹھہرو! ٹھہرو!! اپنے پوتر آتما کو کلوشت مت کرو۔ اس غلامی
کی دھرتی پر پیر مت دھرو! ؎

نہ اپنا آپ کھو بیٹھو طبیعت کی روانی سے
کہیں اپمان ہو جائے نہ یاں ناقدردانی سے
ابھی کچھ اور صدیوں تک سمندر کی ہوا کھاؤ
کہیں ان باغیوں سے مل کے تم باغی نہ ہو جاؤ

گاندھی۔ (رولٹ بل سے) کون ہو؟ بھارت کے پوتر ادھیکار۔ وفاداری
کے انمول پرسکار۔ پراچین بھارت کے شرنگار ارتھات آزادی کو اپنی
جنم بھومی میں آنے سے۔ اپنی ماتا کی گودی کی طرف ہاتھ پھیلانے اور
روکنے والے تم کون ہو؟ ؎

مسل ہوکر ہم کو پیروں سے ہمارا ناش کرتے ہو
ہمیں کیوں اپنے ادھیکاروں سے تم نراش کرتے ہو
یہ آزادی ہمارے باپ دادا کی وراثت ہے
کسی کا حق دبا لینا کہاں کی سیاست ہے

رولٹ بل۔ تم سیاست کی باتوں کو کیا جان سکتے ہو۔ تم مہاتما ہو۔ پالٹکس
کے گوڑھ تتو کو کیا پہچان سکتے ہو ؎

کرو تم دھرم کا دھندہ گھروں کا کام کرو
پکڑ کے ہاتھ میں مالا کو رام رام کرو

گاندھی ۔ لیکن وہ کونسی نئی وستو ہے ۔ جو تمہیں ہم سے ادھک آزادی کا ادھیکاری بناتی ہے ۔ کس بات میں تمہارے اندر ہم سے ادھکتا پائی جاتی ہے ۔ تمہاری طرح ہم سپورن رنگ نہیں ۔ کرم یا گیان اندریوں سے ہین ہیں ۔ ہمارے دل اور دماغ نہیں یا کسی اور مانوی ستو سے قدرتی طور پر وہین ہیں ہے

کیا ہو تم کچھ دیوتا ہم دُر بُدھی جیوان ہیں ؟
ہم بھی تو بھگوان کے ہیں پتر اور انسان ہیں

رولٹ بل ۔ لیکن تمہارے ہاتھ میں یہ ادھیکار دینا ہمارے لئے اخلاقی خودکشی سے بدتر ہے ۔

گاندھی کس طرح ؟

رولٹ بل ۔ اگر کسی دیوانے، سڑی، سودائی کے ہاتھ میں تلوار پکڑا دی جائے ۔ تو وہ ضرور اس تلوار سے اپنا اور دوسروں کا گلا کاٹ دے گا ہے

جو عیاشی میں ڈوبے ہیں جو گہری نِدرا سوئے ہیں
جو کمزوری کے تاگے میں اودّیا سے پرٹے ہیں
اودّیا کاٹری سستی ہی جن لوگوں کا حصّہ ہے
وہ آزادی کو کیا سمجھیں یہ ہم لوگوں کا ورثہ ہے

گاندھی ۔ ہم کائر ہیں ۔ لیکن ہمیں کائر کس نے بنایا ؟ تم لوگوں کے سوارتھ نے ۔ ہم غلام ہیں ۔ مگر ہمیں متھیا چار کی شکھشا دے کر غلامی کا ہار کس نے پہنایا ؟ تم لوگوں کے سوارتھ نے ۔ ہے

ورنہ ہم تو ویر تھے ویروں کی سنتان تھے
تم کو بھی وِدّیا سکھائی ہم تو وہ ودوان تھے

لیکن آج گردشِ ایّام سے ناکام ہیں
آپ کی کرپا سے پر آدھین ہیں بدنام ہیں

رولٹ بل ۔ وہ قصّہ اب پُرانا ہوگیا۔ تمہاری گورتا کو ایک زمانہ ہوگیا۔ جب تک تمہیں نئے سہرے سے آزادی کی شکھشا نہ دی جائے گی۔

یہ آزادی تمہارے حصّے میں نہیں آئے گی ؎
وہ کر سکے تمیز نہ دن اور رات میں
دے دو اگر چراغ بھی اندھے کے ہاتھ میں

گاندھی ۔ لیکن جب تک کسی آدمی کو پانی میں بے سہارا نہ چھوڑ دیا جائے گا اس کو ہرگز تیرنا نہیں آئے گا ۔ جب تک بھارت واسیوں کو آزادی کی آب و ہوا میں نہ چھوڑا جائے۔ تمہیں ان کی یوگتا کا جنم بھر تک وشواس نہیں آئے گا۔

رولٹ بل ۔ مگر تم لوگ باغی ہو۔ باغی کو آزادی سے کیا سروکار ہے ؟

گاندھی ۔ منھیا وچار ہے ۔ کیا بادشاہ وقت کا سنکٹ میں ہاتھ بٹانا بغاوت ہے ۔ کیا عزیز بچوں کو رن دیوی کے بھینٹ چڑھانا بغاوت ہے ؟

؎ سر کٹا دینے سے جن کو ذرا اِنکار نہیں
ہم ہیں وہ جو بغاوت کے روادار نہیں
یہ ہمارے تو دھرم کے بھی انوسار نہیں
ہم ہیں باغی تو یہاں کوئی وفادار نہیں

رولٹ بل ۔ کچھ ہی ہو۔ تمہاری آشاؤں کو اب اچھی طرح سے کچل دیا جائے گا۔ تمہاری غلامی کی زنجیروں کو آج سے اور بھی زیادہ کٹھن کیا جائے گا۔

گاندھی۔ اس کا کارن ؟

رولٹ بل ۔ آنے والے سنکٹ کا نوارن ۔ ہم نے تمہیں اِن اپرادھوں سے باز رکھنے کی ٹھانی ہے ۔ جن سے ہمارے دیش اَور جاتی کی ہانی ہے*

گاندھی ۔ تو کیا دیش بھگتی جُرم ہے ؟

رولٹ بل ۔ ہمارے لئے نہیں ۔ تمہارے لئے جُرم ہے اَور اب اِس جُرم کا مجرم نیائے پراپت نہیں کر سکیگا ۔ یہی جرم روکنے کی سبیل ہے ۔ اب میرے راج میں نہ دلیل ہے نہ وکیل اَور نہ اپیل ہے ؎

نالہ نہیں زاری نہیں فریاد نہیں ہے
آگے کی طرح ہند اب آزاد نہیں ہے

گاندھی ۔ اگر تمہاری ہستی ہماری شہری آزادی کی پرواہ کو روکے گی ۔ آزادی کے امرت سردوز تک پہنچنے کے لئے ہماری راہ کو ٹوکے گی تو ہم تمہاری ہستی سے ہی انکار کر دیں گے ۔ اپنی پوتر دھرم بھومی پر پاؤں پھیلانا تمہارے لئے دشوار کر دینگے ؎

ہم بھی ہیں منش ہم کوئی حیوان نہیں ہیں
پتھر نہیں تنکا نہیں بے جان نہیں ہیں
مانا کہ ہیں پنجے میں ہم اس وقت تمہارے
سینے میں ہے دِل دل میں ہے اِک درد ہمارے

رولٹ بل ۔ اگر تم میری ہستی سے انکار کرو گے تو میں بل کو شل سے مناؤنگا ۔

گاندھی ۔ تمہاری بل کوشل میرے شریر سے منوا سکتا ہے ۔ لیکن آتما کو کداچت نہیں ہلا سکتا ہے ؎

بھٹی میں چاہے جھونک دو پانی میں بہادو
تشتر سے کرو ٹھار کہ پھانسی پر چڑھادو
اک وار سے تلوار سے گردن کو اُڑا دو
نس نس کو میری کاٹ دو رگ رگ کو مٹادو
سب سختیاں میں سہہ لونگا پرہلاد کی نیائیں
دُنیا میں جیوؤں گا مگر آزاد کی نیائیں

رولٹ بل ۔ جانتے ہو۔ کہ میرا حکم نہ ماننے سے کیا ہوگا ؟

گاندھی۔ اور کیا ہوگا ۔

گر تمہارا کرودھ سے سینہ سیاہ ہو جائے گا
جان تو لے لی ہے اب لاشہ تباہ ہو جائیگا

رولٹ بل ۔ دیکھو ۔ ابھی میں پیار سے سمجھا رہا ہوں ۔ مان جاؤ ۔

(چمک دار لباس میں ریفارم کا آنا)

ریفارم ۔ (رولٹ بل کی ہاں میں ہاں ملاکر) ہاں مان جاؤ ۔ تم تو بڑے بھولے بھالے دھرماتما ہو ۔ مان جاؤ ۔ ورنہ دکھ نہ اُٹھاؤ ۔ آرام سے چار دن کی زندگی بتاؤ ۔ (ریفارم کا کھلونا دے کر) لو اس ریفارم سکیم کا آنند اُٹھاؤ ۔ اس کو گرہن کرو ۔ اس سے آزادی کا خاردار راستہ صاف ہو جائے گا ۔ اور یہ شیگھر ہی تمہیں منزل مقصود تک پہنچائے گا ۔

گاندھی ۔ اس سے کیا ہوگا ؟

ریفارم ۔ دھارا سبھاؤں میں تمہارے ادھیکار بڑھ جائیں گے ۔ بھارتی سرکار کے اعلٰے عہدوں پر تمہارے بھائی شوبھا پائیں گے جو آسانی کے ساتھ راجہ تک پرجا کی آواز پہنچائیں گے ۔

آزادی۔ ہے آریہ پتر۔ سوئیکار کرنے سے پہلے بدھی کو سادودھان کر لینا امرت اور وِش کی پہچان کر لینا ہے ؎

نہیں دم اس میں کچھ بھی یہ سیاست کا صرافہ ہے
کھلونہ ہے یہ چمکیلا یہ اِک خالی لفافہ ہے

رولٹ بل۔ مہاتما! سوئیکار کر لو ۔!۔

گاندھی۔ یہ کھلونہ دے کر کیا بچوں کو بہلاتے ہو منہ میں مٹھائی دے کر غلامی کی سخت زنجیروں سے جکڑنا چاہتے ہو ؎

کام کرنا چاہیئے اپنا بیگانہ دیکھ کر
پاؤں دھرنا چاہیئے رخ اَور زمانہ دیکھ کر
حرص اَور لالچ میں جو مُورکھ ہے وہ پھنس جائیگا
مُرغ دانہ پر نہیں پھنستا یہ دانہ دیکھ کر

(طبلہ اور پردہ)

ایکٹ پہلا سین دُوسرا

ستھان۔ تلک آشرم

[مہاتما تلک کا گیتا کا پاٹھ کرتے ہوئے دکھائی دینا۔ آکاش بانی آریہ دیویالاؤں کے گانے کی آواز]

گانا

تیری سرشٹی کا اے بھارت بڑا سُندر نظارہ ہے

کہیں کیلاش پربت ہے کہیں گنگا کی دھارا ہے
پھلوں سے ہیں لدی شاخیں شجر پھولے ہیں پھولوں سے
کہیں بیلا کہیں چنپا کہیں یہ گل ہزارا ہے
تیری پوجا کے لائق شُدھ وستو پر نہیں ملتی
نگر میں کھوج کر لی ہے بنوں کو ڈھونڈ مارا ہے
ہے امرت دُودھ گائے کا کروں کیا دودھ سے پوجا
مگر وہ بھی نہیں شدھ ہے کہ بچھڑے نے جھاڑا ہے
بڑے سُندر کھلے ہیں پھول پر چُومے ہیں بھنوروں نے
تجھے یہ بھوگ دُوں جو نٹھا مجھے یہ کب گوارا ہے
تو پھر یہ من میرا شُدھ ہے بڑی انمول پُونجی ہے
اگر سویکار ہو ماتا تو لو یہ تم پہ وارا ہے

نلک سے ہے پرم دیالو! بھگوان شکتیمان۔ دیکھ دیکھ۔ میری جننی بھارت بھُومی کتنی دکھی ہے۔ آج میرے بھارت واسی بھائی کیسے ہیں اور دین دشا کو پراپت ہو رہے ہیں۔ ہے

ہندیوں کے واسطے کوئی ٹھکانہ بھی نہ تھا
غیر ملکوں میں تو پہلے آب و دانہ بھی نہ تھا
اب تو اپنے دیش کا بھی باس مشکل ہو گیا
جینے کے واسطے آکاش بھی بسل ہو گیا

بچاؤ بھگوان! چاروں دشاؤں سے سنکٹ کے اولے برس رہے ہیں۔ جننی کے بچے بھُوکے ہیں۔ ٹکڑے ٹکڑے کو ترس رہے ہیں۔ پرتی دن سوا من سورن دان کرنے والے دان ویر کرن کی سنتان آج کوڑی

کوڑی کولا چار ہے۔ ایک بھارت ہے اور لاکھوں مصیبتوں کی بھرمار ہے
بھگون اس بوڑھے شریر کو بل پروان کرو۔ کہ جننی کی سیوا کر سکوں۔ میرے
بھارت واسی بھائیوں کا کلیان کروں ؎

شیگھر دو شکتی مجھے جننی کا میں سیون کروں
ہو ضرورت تو میں تن من اور دھن ارپن کروں
سوتے اٹھتے بیٹھتے سودیش کا ہی دھیان ہو
دوودھ شدھ بدھی کہ جس سے دیش کا کلیان ہو

(مسٹر پٹیل کا داخل ہونا)

مسٹر پٹیل ۔ بھگوان تلک کی جے۔ بال گنگادھر تلک کی جے ؎

تو ہی سرسوتی کا سہاون تلک ہے!
تو بھارت کے مستک کا پاون تلک ہے!
وطن کے دُلارے سدا تیری جے ہو
ہے بھارت کے پیارے سدا تیری جے ہو

تلک ۔ آؤ ۔ پیارے پٹیل! آپ جیسے سپوتوں کو پاکر بھارت کیوں نہ پرچلت
ہوگا۔ دیش میں سودیش بھگتی کا دیپک کیوں نہ پرجولت ہوگا ؎

جن کی یہ آن شان ہے اوروں کے واسطے
سنتان اور گیان ہے اوروں کے واسطے
جن کو ہے اپنے دیش کے سنکٹ سے بیکلی
ان سے زیادہ کون نصیبے کا ہے بلی

پٹیل ۔ بھگون یہ سب آپ جیسے شدھ آتماؤں کا پرتاپ ہے کہ ہماری
رسنا کو سدا جننی کا جاپ ہے ؎

کوئی بھی آفت چاہے آ جائے میری جان پر
دُکھ کرے شاشن سدا اس آتمک استھان پر
تو بھی ہیں تت پر رہونگا دیش سیوا کے لئے
ہے میرا سروسو حاضر اس کی پُوجا کے لئے

تلک - کہو پر یہ ور - بھارت بھگت - دیش کا کیا سماچار ہے ؟

پٹیل - جدھر دیکھو - رولٹ بل کی پکار ہے - آج ہر ایک بھارتی اسی کے چِنتا روپی بندھن میں گرفتار ہے - نیتاؤں (لیڈروں) کے سوچار کی گردن پر یہ ہی بھُوت سوار ہے - بدھ سماپت ہونے پر آشا لگائی تھی - کہ مہنگائی دور ہو جائے گی - پرجا آزادی کی ہوا کھائے گی - پرنتو اب پرتیت ہوا کہ بھارت کے بھاگیہ میں خواری ہے - وہی بھُوک وہی غلامی اور وہی لاچاری ہے - اور ان تمام مصیبتوں پر ابھی ایک اور آفت کی انتظاری ہے ؎

ہو رہی ہے اب نئی تدبیر بھارت کے لئے
بن گئی پر آدھینتا تقدیر بھارت کے لئے
تھیں پر تھم سونے کی کڑیاں جن میں تھا جکڑا ہوا
بن گئی اب آہنی زنجیر بھارت کے لئے

تلک - اب علانیہ نوکر شاہی نے بتلا دیا کہ تمہاری قربانیوں کی قیمت غلامی ہے - تمہاری قسمت میں ہمیشہ ذلت اور بدنامی ہے - سروسو بلیدان کرنے پر بھی اپنی ابھلاشاؤں میں ناکامی ہے ؎

دھکے ملے ہیں یوگیہ پرشکار کے بدلے
اولے پڑے ہیں مینہ کی بوچھاڑ کے بدلے

-تاتپرییہ یہ کہ دفتری حکومت کا منشا پوتر نہیں ہے۔
-بلکہ اس کی یہ منشا ہے کہ رولٹ بل سے بھارت واسیوں کی قلم اور زبان چھین لی جائے۔ تازہ قربانیوں کے صلے میں سوراج کے لئے جو پرارتھنا کی جانے والی ہے۔ اس کو ابھی سے دبا دیا جائے۔ پرنتو سوتنتر وچار دبائے سے نہیں دبتے ے

اوس کے قطروں سے شعلہ آگ کا بجھتا نہیں
موم کے ہتھیار سے لوہا کبھی دبتا نہیں

پٹیل - تو بھگون - جب نوکر شاہی نے نرا شا کی جوالا پر رولٹ بل کا تیل چھڑک دیا - بھارت کے ہت کا ذرا وچار نہ کیا تو پھر آپ کی کیا سمتی ہے ؟ ے

ہیں درتھا نالے ہماری آہ بے تاثیر ہے
ہر طرح گردش میں اب تو دیش کی تقدیر ہے
ہے نشانہ ظلم کا اور جور کا نخچیر ہے
کیا کوئی بھارت کے بچ جانے کی بھی تدبیر ہے

تلک - ہاں! دفتری حکومت کی من مانی کارروائیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک ہتھیار بڑا اُپ یوگی ہے ے

وار جا سکتا نہیں خالی یہ وہ تلوار ہے
کُند ہوتا ہی نہیں ہرگز یہ وہ ہتھیار ہے
جس کا ہو پریوگ تو سارا جگت بھے بھیت ہو
ہار نوکر شاہی کی اور ہندیوں کی جیت ہو

پٹیل - کیا یا چِنا سوال ؟

تلک ۔ نہیں ۔

پٹیل ۔ ستنیہ آگرہ کی ڈھال ؟

تلک ۔ نہیں ۔

پٹیل ۔ عالمگیر ہڑتال ؟

تلک ۔ نہیں ۔ بلکہ اب ہمیں دفتری حکومت کے وار کو رد کرنے کے لئے وہ ہتھیار ہاتھ میں لینا پڑے گا ۔ جس ہتھیار کو دھرو بھگت نے استعمال کیا ۔ جس ہتھیار سے پرہلاد نے استنیہ کو پامال کیا ۔ جس ہتھیار سے میراں نے وجے پائی ۔ جس ہتھیار کے دھارن کرنے والے نے کبھی شکست نہیں کھائی ۔

دوہا

سانپ مرے لاٹھی بچے اور مطلب بر آئے
ہینگ لگے نہ ہی پھٹکڑی رنگ بھی چوکھا آئے

پٹیل ۔ ارتھات (یعنی)

تلک ۔ ارتھات ۔ اسہوگیہ ۔ نامل ورتن ۔ عدم تعاون ۔ نان کواپریشن ۔ انیائے اور استنیہ سے اسہوگیہ کرنا شاستروں کا بھی پرمان ہے ۔ اب انشاچار سے مقابلہ کرنے ۔ استنیہ سے یدھ کرنے کے لئے ہمارے پاس یہی انتم سامان ہے ۔

سیوک تجو کنشٹ تجو سوامی انیائی
تجو ادھرمی متر تجو نر سچ لگائی
تجو مفسدے باز اور جھگڑالو بھائی

تجو پُتر بدکار تجو خود غرضی سہائی
تجو راج سمبندھ نہ ہو جس میں کچھ نیائے
سکھ چاہو گر متر یہی ہے ایک اُپائے

پٹیل - تو ہے لوکمانیہ بھگوان - بھارت واسیوں کو اسہوگیہ کا اپدیش کیجئے۔ اور سنسار میں دیش اودھار کے لیش کو اور بھی نِرمل کر لیجئے ؎

وطن کو تم ہی پر بھروسہ بڑا ہے
تمہارے ہی ساہس پہ بھارت کھڑا ہے
اگر آپ کی جن پرستی نہ ہوتی
تو دُنیا میں بھارت کی ہستی نہ ہوتی

تلک - پیارے پٹیل - میں تو بھائیوں کا سیوک - جننی کا داس اور سودیش کا پُوجاری ہوں - بھارت کے گورارتھ ہی بندھن میں جنم بِتا کر یہ سفید بال کئے ہیں اور اب انتم بھینٹ میں بھارت بھگتی کی بیدی پر پران نچھاور کر دئے ہیں ؎

بھارت کے در کی خاک ہوں ادنےٰ فقیر ہوں
مٹی بھی مجھ سے بڑھ کے ہے اتنا حقیر ہوں
سیوا کے واسطے میرا جیون تیار ہے
ایک ایک روم میرا وطن پر نثار ہے

پٹیل - مہاراج! میرا کبھی اپنے منہ سے نہیں کہتا کہ میرا اتنا مول ہے۔ آپ کا جیون تو جننی کے لئے انمول ہے۔ آپ کے جیون کی ایک سادھارن گھٹنا دیش بھگتی کا پُورن اتہاس ہے۔ آپ جننی کے سچے سیوک ہیں - اس لئے ہر ایک بھارت پُتر آپ کا داس ہے ؎

جنتیٔ دشا سدھار کے آدھار آپ ہیں
بھارت کے مِتر بھارتی سالار آپ ہیں
اوروں کے ہِت کے واسطے طیار آپ ہیں
سچائی اور دھرم کے اوتار آپ ہیں

تلک - لیکن اس سمے مہاتما گاندھی کی تپسّیا کا سُورج کیرتی کے آکاش منڈل میں جگمگا رہا ہے - اُن کے سُدھرم کا تیج بھارت واسیوں کو سمارگ پر چلا رہا ہے - مجھے کسی پرکار سے اِنکار نہیں - پرنتو وہ ابھی اسھوگیہ کے لئے طیار نہیں ؎

وہ اک اوتار دیا کے ہیں اَور دیا دھرم کے حامی ہیں
وہ بھولے پن پربھو ہیں اپنی مرضی کے سوامی ہیں
نوکر شاہی کے تیشے نے ہم کو ہر طرح تراشا ہے
لیکن اس نوکر شاہی سے ان کو ابتک بھی آشا ہے

پٹیل - تو پتھر سے نرمی کی آشا ویرتھ ہے ؎

ناگ سے کرتے ہیں آشا پریت کی
آگ سے آشا ہے ان کو شیت کی
کیا بگولہ جل کبھی برسائے گا
موم پتھر کس طرح ہو جائے گا

تلک - مجھے کچھ آشا نہیں - اب آشا کا پاتر بھر لویہ ہو گیا - اُمید بر آنے کا وچار دل سے دُور ہو گیا - اب پورا وشواس ہو گیا - کہ ہمارے پرارتھنا پتر ردّی کی ٹوکری میں پہنچائے جاتے ہیں - ہمارے ڈیپوٹیشن خالی تسلیوں سے بھلائے جاتے ہیں - رونے دھونے کا کچھ بھی اثر نہیں - دفتری حکومت

کو ہماری آہوں کا مطلق خطر نہیں - پرنتو سچ ہے ے

بلوان دوڑ کرتا ہے میدان کی طرف
نربل دھکیلا جاتا ہے ڈھلوان کی طرف
باتوں کے سبز باغ دکھاتے ہیں وہ ہمیں
دبتے ہیں ہم تو اور دباتے ہیں وہ ہمیں

پٹیل - مہاتما گاندھی تو اگیان نہیں - پھر ان کے ہتھکنڈوں سے کیوں ساودھان نہیں ؟

تلک - وہ ابھی دھرم کی نازک خیالیوں کو راج نیتی کے گوڑھ تتو سے ادھک تر سمجھتے ہیں - وہ دشمن کے بھی دوست ہیں - اس لئے پران گھاتی کو بھی اپنا متر سمجھتے ہیں - لیکن وہ دن جلدی آنے والا ہے جب وہ اپنی آخری شبھ کامنا سے مایوس ہو کر ہر طرح سے نراش ہو جائیں گے - اس سمے اسہوگیہ کے بنا کوئی اُپ یوگی ہتھیار وہ اپنے بس میں نہ پائیں گے +

دوہا

ہوگا نوکر شاہی سے بھارت کا سنگرام
آئے گا اسہوگیہ ہی آخر اُن کے کام

پٹیل - اور آپ کی کرپا سے انت میں اسہوگیہ کی جے ہوگی ؟

تلک - ہاں - پرماتما کی اِچھا ہوگی - تو اوشیہ ہی وجے ہوگی +

دوہا

جا کو راکھے سائیاں مار نہ سکے کوئے
بال نہ بانکا کر سکے جو جگ ویری ہوئے

گانا

سارے جہاں میں ہو بس ایشور اگر ہمارا
بانکا نہ بال ہو گر ویری جہاں ہو سارا
گر متر ایشور ہے کیا کر سکیں گے دشمن
تدبیر دشمنوں کی ہو جائے پارہ پارہ
پرہلاد کو مٹاتے میں کیا کسر رہی تھی
اس کو بچا رہا تھا بھگوان کا سہارا
جھونکا تھا راکھشس نے بھٹی میں اس کنور کو
پر آگ بن گئی تھی تت کال جل کی دھارا
سگریو کے سہائی جب رام بن گئے تو
کچھ کر سکا نہ بالی پرلوک کو سدھارا
تم بھی رکھو اے مترو بھگوان کا بھروسہ
کوئی نہ کر سکے گا پھر کچھ برا تمہارا

ایکٹ پہلا سین تیسرا

ستھان ۔ مندر

(ستیہ آگرہی بھارت واسیوں کا آرتی کرتے ہوئے دکھائی دینا)

آرتی

اوم جے جے مہادیو

پریمی جن کو تارے کشٹ نوارے
بھگت جنن کے سنکٹ چھن میں دُور کرے - جے جے جے مہادیو
سب کے ہو تم داتا - تم پتو دیو پریہ ماتا - دین دُکھی تارے وشٹن پاپ ہرے
جے جے جے مہادیو
تم پرہول بلہارے ہم پیارے سارے - نمری جو شرد ہا دہارے بے تری کو ترے
جے جے جے مہادیو

پہلا ستیہ آگرہی - ہے دین دیال - تم ہی سنکٹ کے ہرن ہار ہو - تم ہی ہماری آشاؤں کے آدھار ہو - اس سمے ہم بھارت واسیوں کے گورو کی ناؤ انیائے کے منجدھار میں ڈگمگا رہی ہے - ہے پربھو اسے کنارے پر لگاؤ - وہ دیکھو - سامنے رولٹ بل رُوپی مہا طوفانی لہر ادھر کو آ رہی ہے ؎

نظر آنا ہی ناممکن کہیں ساحل نہ ہو جائے
پربھو یہ ہم سے مذہب کا کہیں سائل نہ ہو جائے
ہمارے اونتی مارگ میں یہ اِک تشل نہ ہو جائے
تمہارا نام لینا بھی کہیں مشکل نہ ہو جائے

دوسرا ستیہ آگرہی - ہے کرپا سندھو! آج ہم ستیہ دھارن کر کے ستیہ مارگ پر چلنے کا پرن کر کے تمام سنکٹ اپنے سر پر سہن کر کے تیرے دوار پر ایکتر ہوئے ہیں - ہے پربھو یہ دین دکھیوں کی پکار ہے - رولٹ بل راکھشی مایا مے اندھکار ہے - اتی بھیانکر ہتیا چار ہے - کہیں اس سے ہماری رہی سہی آزادی نہ چھن جائے - کہیں یہ بھارت کی گورو یکت سنتان کو انیہ دیشوں کی درشٹی میں اور بھی ذلیل نہ کر دکھائے - ہے

راجوں کے مہاراجہ ایسی آگیا کرو - کہ جس سے یہ انیائی قانون رُوپی راکھشس پوتر بھارت بھومی پر پیر نہ دھرنے پائے - اس دُکھی دیش پر اپنا سکہ نہ بٹھائے ؎

رادن کو تم نے مارا ہے بالی کا سیس اُتارا ہے
پاپی راجاؤں کا ودھ کر دریودھن کو سنگھارا ہے
تم سرشٹی پل میں ناش کرو اتنی طاقت اور شکتی ہے
بھگوان تمہارے آگے پھر رولٹ بل کی کیا ہستی ہے

تیسرا ستیہ آگرہی ـــ ہے کرونا سندھو! ہم سنساری راجاؤں سے نراش ہو کر تمہاری شرن آئے ہیں ؎

جگت کے کچلے ہوئے دُنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں دوارے پہ تیرے ہاتھ پھیلائے ہوئے
تم ہو راجوں کے مہاراجہ سُنو فریاد کو
کچھ کرو چارہ کہ دُکھیا چوٹ ہیں کھائے ہوئے

چوتھا ستیہ آگرہی - ہے پربھو! ہم تیرے دھرم پتر دھرم کے آگیا کاری ہیں - تمہاری کرپا کے سچے ادھیکاری ہیں - ہمارے پاس دھن نہیں - شکتی نہیں سمرتھ نہیں - کیول ستیہ کا ہے "اہنسا پرمو دھرمو" سے ہی سروکار ہے - بھگوان! ہمارے ستیہ میں بل دو - کہ شبھ کام کر سکیں - جھوٹ اور متھیا چار سے سنگرام کر سکیں - ہم برہم ودّیا میں پر دین ہیں - وہی اس طرح پر آدھین ہیں - چور نہیں - ڈاکو نہیں - کسی کے دھن پر انیائے سے ادھیکار کرنا نہیں چاہتے - کیا اتنے پر بھی آپ ہمارا اُودھار کرنا نہیں چاہتے ؎

اپنی محنت سے کھاتے ہیں کوئی اپرادھ نہیں کرتے
بے شک آزادی چاہتے ہیں کوئی اپرادھ نہیں کرتے
ہم ساری دُنیا کو روٹی نسوار نتھ کھلاتے ہیں
اس کے بدلے میں ہم سوئم دُنیا میں دھکے کھاتے ہیں

(دو منتھیا گرہیوں کا آنا)

منتھیا گرہی۔ (ستیہ گرہی سے) کیوں لالہ جی۔ آج دوکان بند ہے؟ تم کو رات دن پُوجا ہی پسند ہے؟

ستیہ گرہی۔ آج تو سب کا یہی حال ہے۔ آج تو سارے بھارت ورش میں ہڑتال ہے۔

منتھیا گرہی۔ کیوں آج کیا ہے؟

ستیہ آگرہی۔ آج مہاتما گاندھی کے ستیہ آگرہ کا اوتار ہُوا ہے۔ آج بھارت صدیوں کی گہری نندرا سے بیدار ہُوا ہے۔ آج پہلے پہل ہندو مسلمان اپنے بھید بھاؤ کو بھول کر شدھ ہردے سے ایشور کے جھنڈے تلے آئے ہیں۔ آج سوادھینتا کے اُرن اودے سے سوراج نیتی کے ساتوک مارگ نے اپنے درشن دکھلائے ہیں۔

منتھیا آگرہی۔ ہڑتال کی تہ میں کوئی ناراضگی ضرور ہوگی۔

ستیہ آگرہی۔ ہاں۔ ولایت کی رولٹ کمیٹی نے ہمارے لئے ایک نیا قانون بنایا ہے۔ مرے ہوئے بھارت کو مارنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔

منتھیا آگرہی۔ کیا ہے وہ قانون؟

ستیہ آگرہی۔ آرزوؤں کا خون!

ے

جو ہے وطن پرست وہ اِتنا ذلیل ہو
اس کی دلیل ہو نہ وکیل اور اپیل ہو

متھیا آگرہی ۔ مگر ہڑتال کس بات کی ؟
ستیہ آگرہی ۔ پرماتما سے پرارتھنا کے لئے ۔ برت رکھ کر مندر میں اُپاسنا کے لئے ہے

بھگوان سے نیائے یہ مانگنے کو آئے
حاکم جو ہیں ہمارے اُن کو دیا سکھائے

متھیا آگرہی ۔ مگر مانگنے سے کیا کچھ سرکار دینے والی ہے ۔ سوالی کی جگت میں پامالی ہے ہے

بات ہماری مانیئے ہے پتھّر کی لیک
بن مانگے موتی ملے مانگے ملے نہ بھیک

ستیہ آگرہی ۔ لیکن پرماتما سے مانگنے میں ہرج نہیں ۔
متھیا آگرہی ۔ کتنے آشچریہ کی بات ہے ۔ تیس کروڑ ہندوستانیوں کی یہ اوقات ہے ۔ اپنا مادی ستو ساہس سے کیوں نہیں لیتے ۔

ستیہ آگرہی ۔ پر آدھین ہیں ۔
متھیا گرہی ۔ شکتی سے کیوں نہیں لیتے ؟
ستیہ آگرہی ۔ بل نہیں ہیں ۔
متھیا گرہی ۔ خون خرابے سے کیوں نہیں لیتے ؟
ستیہ آگرہی ۔ اہنسا دھرم ہے ۔
متھیا گرہی ۔ بغاوت سے کیوں نہیں لیتے ؟
ستیہ گرہی ۔ وفاداری کی شرم ہے ۔

متھیاگرہی - کیا اتیا چار اپنے اوپر سہتے جاؤ گے ؟

ستیہ آگرہی - ہاں! ستیہ آگرہی بنیں گے - آپ دکھ اُٹھائیں گے اور من وچن یا کرم سے کسی جیو کو نہ ستائیں گے ۔

گانا

ستیہ آگرہی ہے نر وہ ہی نہ بھے راکھے کبھی من میں
نہ ست چھوڑے نہ پرن توڑے جبتک جان اس تن میں
ستم چاہے کوئی ڈھالے ۔ یہ نس نس چھید کر ڈالے
ستی یہ چوٹ بھی کھالے ہو تپستی ہیں کہ ہو بن میں
کھڑک گر بس پر ہووے نہ اُس سے بھی خطر ہووے
ہے لیا جنتا بسر ہووے اگر یہ عمر بندھن میں
ہمیشہ جو کہ نر بھے ہو یہ نشچل جس کا نشچے ہو
جگت میں اس کی جے جے ہو یہی شکتی ہے ست پن میں

متھیا آگرہی - (خود سے) الے ایسے ستیہ آگرہ کی ایسی تیسی (دوسرے متھیا آگرہی سے) کیوں بھیا!

دوسرا متھیا آگرہی - رولٹ بل جائے جہنم میں اور یہ سب پڑیں کھائی میں یاروں کو تو اپنے حلوے مانڈے کا خیال ہے - آج شہر بھر میں ہڑتال ہے ۔ چھجو - فجو اور رجو کو لے کر کسی مکان میں آگ لگائیں اور شور شرابے میں مال چٹ کر جائیں ۔

پہلا متھیا آگرہی - ان مورکھوں کا یہ حال ہے تو پھر ان کی دولت ہمارا مال ہے - ہمارا تو یہ حال ہے کہ نہ سرکار کی پرواہ ہے نہ بھائیوں کا خیال

ہے۔ مال اُڑائیں گے ہم ٭
دوسر امتھیا گرہی ۔ اور پکڑے جائیں گے لیڈر۔ بندر کی بلا طویلے کے سر پڑے گی ٭ ے

جو کچھ مزا ہے جھوٹ میں سچ میں کہاں وہ رنگ ہے
بس ہے بڑا پاجی وُہی جس کو خیالِ ننگ ہے

ایکٹ پہلا سین چوتھا

(ستھان) بنگلہ

(اوڈوائر کا بھیانک خواب کی دُنیا سے خوفزدہ ہو کر گھبرائے ہوئے داخل ہونا)

اوڈوائر۔ کیسا بھیانک خواب ہے۔ خون کی دھارا میں ہزاروں سیس بہے جاتے ہیں۔ آتماؤں کے بھیانک روپ لہو سے بھیگی ہوئی لال جھنڈیاں لئے ڈراتے ہیں۔ بچوں اور عورتوں کی پکار سے کان بہرے ہوئے جا رہے ہیں۔ بناں سر۔ بناں دھڑ۔ بناں ٹانگ کے بے شمار انسان میری طرف دوڑے آ رہے ہیں ٭ ے

یہ عجب کر دناہئے اس خواب کی تعمیر ہے
چاہیئے اب دیکھنا کیا خواب کی تعبیر ہے
ایک میں اور کتنے دعویدار ہیں چمٹے ہوئے
کوئی دامن گیر ہے۔ کوئی گریباں گیر ہے
لیکن ابھی تک میرے عہدِ حکومت میں کوئی ایسی دُرگھٹنا نہیں ہوئی۔

کیا ایسا سمے بھی آنے والا ہے۔ نہیں کچھ بھی نہیں۔ سیاست کی پیچیدگیوں میں گھرا ہوا ایک مدبّر کا دماغ تھکاوٹ کے پربھاؤ سے اکثر ایسے خواب دیکھا کرتا ہے۔ اگر ان باتوں پر دھیان دیا جائے تو حکومت کرنا کٹھن ہو جائے۔ کچھ بھی ہو۔ پنجاب کا سیاہ و سفید میرے ہاتھ ہے۔ ڈوائر جیسا جرنیل میرے ساتھ ہے۔ پنجاب دیکھے گا اور میں دکھاؤنگا۔ ے

وہ نمونہ سخت گیری کا دکھاؤں گا اسے
اپنی منشا اپنی مرضی پر چلاؤنگا اسے

(انصاف کا دیوتا روپ میں داخل ہونا)

انصاف۔ ے

چاہیئے کچھ راج نیتی میں دخل انصاف کا
خون کر ڈالو نہ اس ابھیمان میں انصاف کا
شدھ بدھی گر نہ ہو انسان تو حیوان ہے
راج نیتی گر نہ ہو تو راج بھی شمشان ہے

اوڈوائر۔ لیکن سچی راج نیتی کا آدرش وہیں دکھلایا جا سکتا ہے۔ جہاں اس کی خالص اُدشکتا ہے۔ ے

راج نیتی وہ چلاؤں گا میں اب پنجاب میں
لوگ دیکھیں گے نہ آزادی کی صورت خواب میں

انصاف۔ پرنتو پنجاب کے لوگ تو وفادار ہیں غدار نہیں۔ بہادر ہیں لیکن شیخی کے دلدادہ نہیں۔

اوڈوائر۔ کچھ بھی ہو۔ جو لوگ بجائے بدھی کے مورکھتا سے اپیل کرتے ہیں۔ جو دان میں سرکار کی طرف سے ملی ہوئی شہری آزادی کو اشانتی سے

ذلیل کرتے ہیں ؎

اب ان کو مٹانے کا وقت آ گیا ہے
بل اور چھل دکھانے کا وقت آ گیا ہے

انصاف ۔ بل اور حکومت کو استعمال کرنے کا کیا یہی طریقہ ہے ؎

ایشور نے راج دیا ہے ۔ تو کرتو یہ کرو راجاؤں کا
اُدھار کرو اپنے بل سے قومی سودیش بھاؤں کا
بل ہی دکھلانا ہے تم کو بدھی کا اور بھاؤں کا
تو بل کو شل سے یتن کرو بھارت کی شدھ آشاؤں کا
اُدھار ہو راجہ پرجا کا ایسا بھارت میں کام کرو
یش سو نیاٹے اور نیتی سے اور برٹش راج کا نام کرو

اوڈوائر ۔ لیکن جن لوگوں کے دماغ جل گئے ہیں ۔ جو پولٹیکل رعایتیں پاکر کنٹرول سے باہر نکل گئے ہیں ۔ کیا ان کی طرف سے آنکھ بند کر لیں ؟ ؎

جس شکتی سے ہم نے چھوٹی قوموں کا مان بچایا ہے
جس شکتی سے جرمن شکتی کو بھی نیچا دکھلایا ہے
بھارت کے سیاسی جھگڑوں کو اب اُس شکتی سے توڑینگے
بندھن میں سب کو ڈالیں گے اب ایک نہ باغی چھوڑینگے

انصاف ۔ کیا آپ پونتر وچاروں کے سوامی نیتاؤں کو باغی اور راج ودرودھی سمجھتے ہیں ۔ لیکن سمرن رکھئیے ۔ راج نیتی کو کچھ وہ ہی سمجھتے ہیں +

اوڈوائر ۔ وہ تمام آدمیوں کو کچھ سمے کے لئے دھوکا دے سکتے ہیں ۔ اور کچھ آدمیوں کو ہمیشہ کے لئے بھگا سکتے ہیں ۔ لیکن تمام کو ہمیشہ کے لئے اپنے مارگ پر نہیں چلا سکتے ہیں ؎

اگر یہ سر اٹھائیں گے تو میں فوراً دبا دوں گا
ہو عبرت جس سے اَوروں کو انہیں ایسی سزا دوں گا

اِنصاف۔ سزائیں آپ نے کیا کچھ کسر چھوڑی ہے۔ آپ نے پال اور تلک کا پنجاب میں داخلہ بند کر دیا۔ اپنے اختیار کی زنجیروں کو وسیع اور من مانی حکومت کے جھنڈے کو بلند کر دیا۔ سینکڑوں کو بلاوجہ سزا دی۔ دیسی اخباروں کی زبان بندی کی۔ وہ دیسی اخباروں کو اٹھلنے کے بجائے اور دبا دیا۔ زبان اور قلم کی بندش سے قومی گورتا کو مٹا دیا ؎

بھارت کی شدھ اُمنگوں کا تم نے ہی گلا دبایا ہے!
بھارت کے کئی شریفوں کو بلوایا اور دھمکایا ہے!
اس پر بھائیوں کو کہتے ہو بھارت سکھ اور امن میں ہے!
پرنتکش زباں پر تو کچھ ہے۔ کچھ اَور تمہارے من میں ہے!

اوڈوائر۔ ابھی میرا کام تمام نہیں ہوا۔ اگر ۱۰ اپریل کی مانند پنجاب میں کبھی پھر ایسا دن آئے گا۔ تو میرے اختیار کا کھڑگ وہ روانی دکھائے گا کہ سیاسی امنگوں کا غبار ہمیشہ کے لئے دب جائے گا۔

انصاف۔ لیکن آپ کا نیش دُھور میں مل جائے گا +

اوڈوائر۔ اَور سب سے پہلے تمہارا گلا گھونٹ دیا جائے گا ؎

عداوت نہ ہوگی بغاوت نہ ہوگی
نہ ہوگے اگر تم عداوت نہ ہوگی

(اوڈوائر کا انصاف کا گلا گھونٹ دینا۔ ٹیلے پر پردے کا گرایا جانا)

ایکٹ پہلا سین پانچواں

دکھاؤ

جلیانوالہ باغ

(بچے بوڑھے یاتری اور شہری لوگوں کا مجمع دکھائی دینا)

ایک - کیوں بھیا! گھر سے نکلنا تو منع ہے!

دوسرا - گھر سے نہ نکلیں تو دُنیا کے کاروبار کیسے چلیں؟

ایک - سُنا ہے کہ اب سول قانون کی نہیں بلکہ فوجی قانون کی عملداری ہے - اور فوجی ڈائر شاہی کی طرف سے یہ اعلان جاری ہے ۔

دوسرا - کیا ہے وہ اعلان؟

ایک - ایک پولیس والا کہہ رہا تھا کہ شہر میں رہنے والے کسی آدمی کو شہر چھوڑنے کی آگیا نہیں - آٹھ بجے کے بعد کسی شہری کو گھر سے نکلنے کا حوصلہ نہیں - جو ۸ بجے کے بعد گلی یا بازار میں ملے گا وہ گولی سے اُڑا دیا جائے گا ۔

دوسرا - یار ایسا سخت اعلان ہو - اور کوئی بھی نہ ساودھان ہو؟

ایک - یہی تو میں بھی کہتا ہوں کہ ایسا اعلان تو گھر میں - بار میں - گلی میں - بازار میں - ہر جگہ لگانا ضروری تھا ۔

دوسرا - بالکل ضروری تھا ۔

ایک - یہی تو میں بھی کہتا ہوں - یہ سب لوگ اعلان سے باخبر ہوتے - تو

ان کا سر پھرا تھا کہ یہاں آن کر اکٹھے ہوتے۔

دوسرا - جب گھر سے باہر نکلنا بھی سرکار کو ناپسند ہوگا۔ تو کسی پرکار کی سبھا کرنا بھی بند ہوگا ؟

ایک - ہرے ہرے ؎

اب تو اپنے گھر میں ہی ایسا اناد رہو گیا
رہنا سہنا گھٹنے جینا بھی دوبھر ہو گیا

(ڈائر کا مع اپنے سپاہیوں کے آنا)

ڈائر - (کرودھ میں مجمع کو دیکھ کر) اف ! ان پاجیوں نے میری آگیا کو مطلق انگیکار نہیں کیا۔ میرے اعلان کا ذرا وچار نہیں کیا۔ شاید انہیں یہ خبر نہیں کہ ڈائر کتنا سنگ دل ہے۔ اس کے کرودھ سے بچنا کتنا مشکل ہے۔ موت کے منہ سے صاف بچ جانا آسان ہے۔ لیکن میرے غصے کی آگ سے جان بچانے کا وچار اگیان ہے ؎

آہ بھی کرنے نہ پائیں بے زبانوں کی طرح
بھون ڈالونگا انہیں بھٹی میں دانوں کی طرح
خشک و تر کوئی نہیں بچنے کا میرے کوپ سے
داہ ہوگا ہندیوں کا آج انگلش توپ سے

راج نیتی - (دیوی روپ سے پرگٹ ہوکر) ٹھہرو۔ من کے اڑے ہوئے وچاروں کو کرودھ اگنی کے حوالے مت کرو۔ جن نردوشوں کو تم گولیوں کا نشانہ بنانا چاہتے ہو۔ جن کو مٹا کر اپنی نیک نامی اور شہرت کا کلپت قلعہ بنانا چاہتے ہو۔ جانتے ہو وہ کون ہیں ؟

ڈائر - کون ہیں ؟

راج نیتی۔ ؎

یہ وہ ہیں جن سے کہ جرمن کی ہوئی رسوائی ہے
جنگِ یورپ میں جنہوں نے ویرتا دکھلائی ہے
تم سمجھتے ہو جنہیں باغی ہیں غداروں میں ہیں
وہ تمہارے جارج پنجم کے وفاداروں میں ہیں

ڈائر۔ میرا فیصلہ آخری ہے +

راج نیتی۔ نہیں۔ کرودھ میں منش اندھا ہو جاتا ہے۔ اچھا برا کچھ نظر نہیں آتا۔ کسی راج ادھیکاری سے مشورہ کرلو۔ میری نہیں تو کسی اور مِتر کی صلاح مانو ؎

تمہیں شکتی ملی ہے تو نہ اس شکتی پر اتراؤ
ابھی گرمی اُترنے دو۔ ذرا ٹھنڈی ہوا کھاؤ
حکومت کی خماری میں کہیں پیچھے نہ پچھتاؤ
سنبھل کر پیر دھرنا پر کہیں پیچھے نہ پچھتاؤ

ڈائر۔ اگر انہیں سزا نہ دونگا تو بغاوت کا دھوآں جوش کھا کر خطرناک آگ کا شعلہ ہو جائے گا۔ ابھی پھنسی ہے نشتر سے نہ چیر دونگا۔ تو پھوڑا لا دوا ہو جائیگا ؎

ابھی اچھا ہے یہ گندہ مادہ دُور ہو جائے
نہ رستے رستے آخر کو کہیں ناسور ہو جائے
ابھی سے ناکہ بندی ہو ابھی چھوٹا سا چشمہ ہے
اگر بڑھ کر ہوا دریا تو پھر مشکل سے رُکنا ہے

راج نیتی۔ لیکن جس طرز پر تم حکومت کو لانا چاہتے ہو۔ جس نیتی سے تم پرچار

پر رعب کا سکہ بٹھانا چاہتے ہو - وہ تمام مہذب دیش ناپسند کرینگے - بھارت واسی شکایت میں وہ آواز بلند کرینگے جو آکاش تک جائے گی اور وشو پتی کے سنگھاسن کو ہلائے گی ؎

توپ سے یہ تیز ہوگا اور شعلہ آگ کا
کرودھ بڑھتا ہے دبا دینے سے کالے ناگ کا

ڈائر - یہ کاتر - بزدل - شکتی ہین کیا کر سکتے ہیں؟

راج نیتی - کر سکتے ہیں - شاریرک بل سے نہیں - بلکہ آتمک شکتی سے اس کا انتقام لے کر چھوڑینگے ؎

پتر - یودھاؤں کے ہیں رشیوں کی یہ سنتان ہیں
کیا ہوا گر آج ایسے بے سر و سامان ہیں
جسم کی طاقت میں مانا ہین ہیں مجبور ہیں
آتمک بل میں مگر سنسار میں مشہور ہیں

گانا

یہ پرجا راج کی جڑ ہے اس پر سب بوجھ پڑا ہے
مت کاٹو جڑ کو بھائی اس پر ہی راج کھڑا ہے
یہ محل تھیٹر خانے - ان کے بھنڈار خزانے
ہیں دیئے سبھی پرجا نے اس کا اوپکار بڑا ہے
قائم یہ نہیں زمانہ - ہے کٹھن سمے بھی آنا
پرجا کو نہیں دکھانا آگے بھی کام پڑا ہے
یکتی سے قدم اٹھانا - آگے نہیں پیر بڑھانا

کہیں بیچ نہیں گر جانا - دیکھو اس طرف گڑھا ہے

ڈائر - یہ کچھ بھی ہیں تو بھی محکوم ہیں - انہوں نے ایک میرے جیسے حاکم کے حکم کو عدولی کی ٹھوکر سے ٹھکرا دیا ہے - گستاخی اور بے ادبی سے میرے سوئے ہوئے کرودھ کو جگا دیا ہے

توہین کی انہوں نے ہے ڈائر دلیر کی
گویا ہنسی اڑائی ہے گیدڑ نے شیر کی

راج نیتی - پرنتو - بے ہتھیار پر وار کسی بھی دھرم کے انوسار نہیں - تہذیب ایسے وحشیانہ برتاؤ کی روادار نہیں

کہاں کی ہے دلیری جو کسی کو بے خطا مارا
یہ خود ہی مر رہے ہیں ان کو گر مارا تو کیا مارا

ڈائر - یہ بے خطا نہیں قصور وار ہیں

راج نیتی - تو پہلے انہیں منتشر کرنے کا یتن کرو - کارن کہ بے ہتھیار ہیں

ڈائر - اب ان کو کوئی موقع نہیں دیا جائے گا - جو بھی یہاں موجود ہے وہ ضرور کئے کی سزا پائے گا

سورج اگر اِدھر کا اُدھر سے نکل آئے
تو بھی نہ ارادہ میرا یہ ٹوٹنے پائے

راج نیتی - تو یاد رکھو - آئندہ جب دنیا کی تواریخ لکھی جائے گی - تو جہاں جنگ یورپ کی خونریزی کا ذکر آئے گا - وہاں پنجاب کی یہ کرونا جنگ گھٹنا بھی امیتی کی سرخی کے نیچے خونی قلم سے لکھی جائے گی

چلو مت تم اس راہ میں سر اٹھا کر!
دکھی ہوگے تم بھی دکھی کو ستا کر!

اُڑیں گے بڑی دور تک اس کے چھینٹے
نیا رنگ لاؤ نہ تم خون بہا کر

ڈائر - کچھ بھی ہو - میں اپنی طاقت کا ضرور استعمال کرونگا - اپنی بندوق اور تلوار سے ان سب کو پامال کرونگا -

جانتے ہو - بادشاہ نے ہمیں یہ بندوق اور تلوار کس لئے دی ہے ؟

راج نیتی - کہ ان شستروں سے دکھیا اور دین پر انیاچار نہ ہونے دو ---- ! دھرماتماؤں پر پاپیوں کا وار نہ ہونے دو - پرجا کو دشمن کے حملوں کا کھٹکا نہ ہونے دو ۔

جانتا ہے یہ تیری تلوار کیا کرنے کو ہے
دُشٹ لوگوں کے بدن سے سر جُدا کرنے کو ہے
بیکسوں آفت زدگیوں کی یہ دوا کرنے کو ہے
یہ پرجا کے دشمنوں کا سامنا کرنے کو ہے
گر اُٹھایا اس کو پرجا پر چلانے کے لئے
کال کی تلوار ہے تجھ پر بھی آنے کے لئے

ڈائر - لیکن جو پرجا بغاوت کرے ؟

راج نیتی - کیا یہ لوگ بغاوت کر رہے ہیں - بھائیوں کا مل بیٹھنا ایک دوسرے کو اپنا دکھڑا سنانا کیا بغاوت ہے - جن کو سرکار سے دوستی کی اُمید ہے - نہیں ان سے عداوت ہے ۔

یہ شستر نہیں ہیں ان سے یہ آشا سب خیالی ہے
بغاوت کیا کرے گا وہ کہ جس کا پیٹ خالی ہے

ڈائر - تم کو اس کی کیا خبر ہے - فوجی قانون راج نیتی سے جُدا ہے ۔

راج نیتی - تو پرماتما کے لئے دیا کرو ۔

ڈائر - ایک فوجی آدمی سے دیا کی اُمید ؟ ؎

کیا رحم کی اُمید ہے میری جناب سے
ٹھنڈک کی ہے اُمید تمہیں آفتاب سے

راج نیتی - پرماتما کا خوف کرو ۔

ڈائر - پرماتما کا خوف گرجے کی کہانی ہے - یہ میدانِ جنگ ہے - یہاں صرف ہم کو اپنی شجاعت دکھانی ہے ۔

راج نیتی - کسی کا بھی بھے نہیں ؟

ڈائر - بھے کچھ شے نہیں ۔

راج نیتی - کیا تمہیں پرسش کا بھی ڈر نہیں ؟

ڈائر - یہ سوچنے کا اَوسر نہیں ؎

فرض ہے یہ مدبّر کا کہ وہ اچھا بُرا سوچے !
بس اتنا کام فوجی کا ہے وہ دشمن کے پَر نوچے !
ابھی اس میں میں اپنا فیصلہ تم کو سُناتا ہوں !
نظارہ کشت و خون کا دیکھنا ہو تو دکھاتا ہوں !

فائر [فائر کی آواز پر فوجی سپاہیوں کا نہتے شہریوں پر گولیوں کی بوچھاڑ باندھنا - بھاگتے ہوئے لوگوں کا گولیاں کھا کر گرنا - سینکڑوں آدمیوں کا زخمی ہونا اور مرنا ۔
ٹیبلے پر ڈراپ]

ایکٹ دُوسرا سین پہلا

جلیانوالہ باغ

[اندھیری رات میں بے شمار زخمی اور مُردہ بچّے ۔ جوان اور بوڑھوں کا دھرتی پر پڑے ہوئے دکھائی دینا ۔ بھگوان کور کا اس بھیانک درشیہ کے بیچ میں گھائل پتی کا سر زانو پر رکھ کر ورلاپ کرتے ہوئے نظر آنا ۔]

گانا

دُکھی رو رہی ہے یہ ابلا بے چاری
خبر نہ لی کچھ ناتھ تم نے ہماری
کہاں چھوڑ کر مجھ کو جاتے ہو پیارے
چھُری سے کٹھن ہے جُدائی تمہاری
نہ بے رحم قاتل کو کچھ رحم آیا
کمائی جنم بھر کی لُوٹی ہے ساری
نہ جلّاد کو موت تھی یاد اپنی
ہے کِس کا ہمیشہ رہا حکم جاری
اُجاڑا مُرادوں کا یہ باغ میرا
نہ قاتل بر آئیں مُرادیں تمہاری
اے قاتل ہمیشہ ہو ناشاد تو بھی

میں یہ شاپ دیتی ہوں ودھواؤکھاری

رتن دیوی۔ (زبانی) لُٹ گئی۔اُجڑ گئی۔ برباد ہو گئی ؎

باغ آشاؤں کا ہے برباد میرا ہو گیا
آج دُنیا میں میری ہائے اندھیرا ہو گیا
مار ڈالا مجھ کو ظالم موت کی بے داد نے
لُوٹ لی انمول یہ پونجی میری جلّاد نے

پران ناتھ! میں یہ جانتی کہ میرا پھولا پھلا خوشیوں کا باغ یکا یک ہتیا چار کی گرم لو سے اُجڑ جائے گا۔ تو تم کو کبھی آج گھر سے باہر نہ آنے دیتی۔

جانتی تھی میں تو اِتنا نیائے شالی راج ہے ؎
کیا خبر تھی اوڈوائر بادشاہی آج ہے
میں سمجھتی تھی زمانہ ہے امن و آرام کا
کیا خبر تھی حکم ہوگا آج قتلِ عام کا

پرنتو میں تمہاری ویر وچیت مرتیو پر شوک نہیں کرونگی۔ تمہیں جنم دے کر جننی آج دھنیہ ہوتی۔ ویر پتی! تمہاری پتنی آج دھنیہ ہوتی۔ تم بھاگیہ شالی ہو کہ کرتو یہ کنڈ میں اپنے پرانوں کی آہوتی دے کر بھو سندھو سے پار ہو گئے۔ دیش بھگتی پر مر مٹنے والے بھائیوں کا ساتھ دے کر ہرش سہت ہمیشہ کی نیند میں سو گئے ؎

پھلے گا ایسے بلی سے شجر اُمیدوں کا
یہ رنگ لائے گا اِک دِن لہو شہیدوں کا

اے میرے پران پتی کا ساتھ دینے والے میرے سودیشی بھائیو! ڈائر نے نواتی نیچ کام کر کے سوادھینتا کی مورتی کا کھنڈن کیا ہے۔ پرنتو تم نے

آج سواد ھینتا کی جیوتی کو آدربھی پرجولت کردیا ہے - آج تم نے اپنا پوتر خون بہا کر ہندو مسلمانوں کی ایکتا کو اکھنڈ کرنے کا ایشور پرت کیا ہے - اس جلیانوالہ اجاڑ باغ کو اپنے پران چھوڑ کر قومی جگنا تھ پوری بنا دیا ہے - آج تم نے آزادی کے اُدیوگ کا ایک نیا پرکرن آرنبھ کر کے دکھا دیا ہے ٭

گانا

بھائیو نہیں ہے لاشہ یہ بے کفن تمہارا
ہے پوجنے کے لائق پاون بدن تمہارا
دن آج کا یہ ہوگا تیوہار ایک قومی
دیکھنے کو ہوا ہے اس دن گمن تمہارا
ضائع لہو تمہارا جانے کا یہ نہیں ہے
پھولے پھلیگا اس سے دیسی چمن تمہارا
خود مر کے جسم قومی میں تم نے جان ڈالی
جانی کا ہے یہ جیون گو یا مرن تمہارا
سب بھگتیوں سے بڑھ کر اُتم ہے دیش بھگتی
چھوٹا ہے بعد مدت آواگمن تمہارا
اتہاس ہیں رہینگی قربانیاں تمہاری
تم پر فخر کرے گا پیارا وطن تمہارا
(چند ایک خاکی وردی والوں کا آنا اور لاشوں کے قیمتی زیور اتارنا)
آوازیں - (ہر طرف سے) ہائے ہائے پانی - پانی - تراہ - تراہ +

رتن دیوی (خاکی وردی والوں کو دیکھ کر) ہیں یہ کون ؟ کیا جم کے دوت ان دیش بھگتوں کے پران لینے آئے ہیں ؟ نہیں یہ تو کسی اور ہی مارچ للچائے ہیں - یہ تو مرے ہوئے بے بس اور بے کس گھائل بدن اور بے کفن لاشوں کے زیور اور نقدی نکال رہے ہیں - پاپ کے اندھیرے ہیں اندھے ہوئے دھرم کی آنکھوں میں دھول ڈال رہے ہیں - کیا منش اتنا بھی نردئی ہو سکتا ہے - کیا اس طرح جان بوجھ کر کوئی اپنی راہ میں کانٹے بو سکتا ہے - ارے نیچ منشو ! سے

بھائی تو مرتے ہیں اور تم کو پڑی ہے مال کی
یاد کیا آتی نہیں ہے تم کو اپنے کال کی
پاپ کی دولت کو لے کر انت کو پچھتاؤ گے
لے گئے جب یہ نہ اس کو تم کہاں لے جاؤ گے

آواز - (زخمی آدمیوں کی) آہ ! پانی - پانی ؛

رتن دیوی - مورکھو منشتو کا سنمان کرو - دکھیا کال کی وکرال بھجاؤں میں جکڑے ہوئے اپنے ان بھائیوں پر احساس کرو - لوک اور پرلوک کو سدھارنا ہے تو کچھ اپکار کر جاؤ - پیاسے مر رہے ہیں - ان کو پانی پلاؤ ؛ سے

ورنہ یہ پیسہ کھا لو گے پھر کس کو کھانے جاؤ گے
تم ٹکڑا ٹکڑا مانگو گے در در کے دھکے کھاؤ گے
پاپی یہ ہونٹ تمہارے بھی اک دن پانی کو ترسینگے
تم مر کر پانی مانگو گے اوپر سے پتھر برسیں گے

بسمل - (ایک قریب المرگ کا خاکی وردی سے) ارے بھائی ! تم کون ہو ؟ جاؤ - میرا ایک سندیسہ لے جاؤ - میری ماتا کو پہنچاؤ اور کہو سے

اے ماتا آج کتنا یہ نصیبا خوش تمہارا ہے
کہ اپنے پیارے بیٹے کو وطن پر تم نے وارا ہے
یہ قربانی کسوٹی ہے وطن گھِس کر کھرا ہوگا
ہمارے خون سے سوراج کا بوٹا ہرا ہوگا

خاکی وردی - چھیت چُپ رہو - زبان بند کرو ۔

بسمل - ارے بھائی - کیا تمہارا کوئی دھرم ایمان نہیں ؟ تمہارا کوئی خدا نہیں بھگوان نہیں - تم کو رحم کا سبق کسی نے نہیں پڑھایا ؟ کیا کسی دردمند دکھیا پر تم کو کبھی ترس نہیں آیا - جاؤ میرے بھائیوں تک یہ پیغام لے جاؤ - میرے بھائیوں کو کہہ دینا ہے

میں تب سمجھونگا تم میری بھجا ہو اور سہائی ہو
میں تب سمجھونگا تم جننی کے جائے میرے بھائی ہو
ضرورت پیارے بھارت کو پڑے جب نوجوانوں کی
تو دینا دیش سیوا میں آہوتی اپنے پرانوں کی

خاکی وردی - ارے سڑی سودائی - ابھی تک تیری موت نہیں آئی ؟

بسمل - ارے بھائی دیکھو - میرے شریر پر زیور ہیں - کیسے میں نقدی ہے تم اپنے کیسے بھر لو - پرنتو ان سوکھے ہوئے بسمل لبوں کو دو بوند پانی ٹپکا کر تر کر دو ہے

یاد ہے کچھ ایک دن بھگوان کے گھر جاؤ گے
کیا ہوا اگر ایک نیکی بھی یہاں کر جاؤ گے

خاکی وردی - چھیت - پھر بولے گا - تو زبان کاٹ لی جائے گی ۔
(جانا خاکی وردی والوں کا زیور اتار کر)

بسمل - آہ ظالم نے پانی نہ دیا ے

بیزدیں انسان کو کیا جانے یہ کیا ہو گیا
ہم نسل اِنسان اس کو ایک ٹھینگا ہو گیا
نیا ئے پہلے ہی نہ تھا اب رحم کا یہ حال ہے
ایک قطرہ جل کا بھی افسوس مہنگا ہو گیا

رتن دیوی - پیاسا مر گیا - کیا یہ سب ایک بوند پانی کو ترس ترس کر پران چھوڑینگے - اب میرا کرتویہ کیا ہے - اب پادن دھرتی کو پران ناتھ کا تکیہ بناؤں - کنوئیں سے ساڑھی بھگو کر لے آؤں اور ان پیاسے بھائیوں کو پانی پلاؤں ؛

(کنوئیں میں لٹکا کر اور ساڑھی تر کر کے زخمی اور بسمل بھائیوں کے حلق میں پانی ٹپکانا)

ے کب میں تم کو دیکھ سکتی ہوں لے بھائیو کلیش میں
جان دے کر جان ڈالی تم نے اپنے دیش میں

(آواز پر رتن دیوی کے پتی کی رُوح کا نمودار ہونا)

رُوح - دھنیہ ہو - دھنیہ ہو - ہے دیوی جنم بھومی بھی تیرے جیسی بیر بالا کو جنم دے کر آج دھنیہ ہوئی ے

کیا ہے نام زندہ تو نے میرا ست وتی ہو کر
ملا ہے سورگ مجھ کو بھی ستی تیرا پتی ہو کر
ستی تیرے ہی ست پن کا جو ہے پرتاپ سارا ہے
کہ میں نے آج اپنے دیش کا قرضہ اتارا ہے

رتن دیوی - جاؤ - پران ناتھ آنند سہت سورگ میں باس کرو - پرم آنند

رُوپی کر بڑا ابھون میں اس راس کرو ۔ میں تمہاری ہوں ۔ تو شیگھر
ہی تمہاری شرن میں آؤنگی ۔ ہر دیو کی اگنی کو ترپت کرنے والے سکھدائی
درشن پاؤں گی ؎

وہاں تم ایشور کو سب میرا دُکھڑا سُنا دینا
یہ ہنبار چار ڈائر اوڈوائر کا بتا دینا
کہیں آنند میں پھنس کر وطن کو بھول مت جانا
سفارش کر کے مظلوموں کو تم انصاف کروانا

روح ۔ ہے دیوی! بھارت تو اس کے سنمکھ سورگ کا واس بھی ناچیز ہے ۔
سورگ کی ہر ایک خوشی بھارت کے ہر ایک دکھ کی بھی کنیز ہے ۔ جب
تک جنم بھومی کا اُدھار نہ ہوگا ۔ بھارت سے نیلے کا اقرار نہ ہوگا ۔
تب تک ہماری آتماؤں کو قرار نہ ہوگا ؎

بھارت میں پھر جنم لیں بس یہ ہی کامنا ہے
بھارت میں جنم لینا ۔ ویکنٹھ سے سوا ہے

رتن دیوی ۔ ہے سوامی! مجھے چھماں کرنا ۔ کہ میں اس سنسار میں اکیلی رہ گئی ۔
میں ابھی زندہ رہونگی ۔ ابھی دنیا کو اپنے سہاگ کی چھوٹی چھوٹی چوڑیاں
دکھاؤنگی ۔ ڈائر کے انریتہ رُوپی خنجر سے چھلا ہوا گھایل ہردا سمندر
پار سے جاؤنگی ۔ میں بھارت کی استریوں کے لئے آدرش ہو کر دیش
بھگتی کا سبق سکھاؤنگی ۔ اور دیش سیوا میں اپنے پتیوں کو بلیدان کرنے
کے لئے اپنی بہنوں کے ساہس بڑھاؤنگی ؎

آج سے کر تو یہ میں ہٹ کر کے جب اُڑ جائیں گی
عورتیں مردوں سے بھی اس کام میں بڑھ جائینگی

اب کریں گی قدر سب بہنیں میرے اپدیش کی
اپنے پتیوں کو خوشی سے سمجھیت دیگی دیش کی

روح ۔۔۔اب کرپا کرکے میرے برہ کا کچھ کلیش نہ کرنا +

رتن دیوی ۔ سوامی پتی برہ سے بڑھ کر پتنی کے لئے اور کونسا کلیش ہے +

گانا

پتی بن سُونا ہے سنسار ۔ پتی بن سُونا
پت سے پت ہے پت سے گت ہے
اور پت بن لاکھ وپت ہے
پتی بن دُنیا ہے اندھکار پتی بن سُونا ۔۔۔۔۔۔۔۔
پتی سے ست ہے ۔ پت سے جت ہے
پتنی کا دھن پاتی برت ہے
پتی بن جینا ہے دھتکار ۔ پتی بن سُونا ۔۔۔۔۔۔

(آواز پر رُوح کا غائب ہونا اور رتن دیوی کا مورچھت ہونا)

ٹیبلو

ایکٹ دوسرا سین دُوسرا

استھان

انگریزی ڈاکٹر کا بنگلہ

(ڈاکٹر صاحب کا منہ میں چرٹ لئے ہوئے میز پر نوٹ اور روپے

گنتے ہوئے نظر آنا۔ سامنے ۱۹۱۹ء کے کیلنڈر میں اپریل کا مہینہ دکھائی دیتا ہے)

گانا

پیسے کی دُنیا ساری ہے
پیسے کی یہ سرداری ہے
پیسے کا سِکہ جاری ہے
دُنیا پہ سکتہ طاری ہے۔ بس اب تو جیت ہماری ہے
پیسے کی ہے سب لوٹ۔ پیسے کے بوٹ سُوٹ
یہ بنگلہ یہ ماڑی
یہ گھوڑا یہ گاڑی
یہ فائن اولڈ۔ وائن گولڈ۔ ہے پیسے کی بہار
یہ آب دارِ وِسکی۔ صحبت یہ ینگ مس کی
پیسے کی تابعدار۔ ہے پیسے کی بہار....

ڈاکٹر۔ (زبانی) آہا دولت۔ دولت بھی عجیب چیز ہے۔ اس کو اپنی طرف کھینچنے کی ہم ہی کو تمیز ہے۔ دَولت وہ بے تار کی برق ہے۔ جو آسمان کی خبریں لاتی ہے۔ دولت دُنیا میں رتبہ اور شان بڑھاتی ہے۔ دولت کی چابی سے مشکل سے مشکل اُلجھن کا تالا کھل جاتا ہے۔ دولت کا مقناطیسی اثر عزّت۔ آرام۔ غرور اور ہر ایک دنیاوی خوشی کو اپنی طرف کھینچ لاتا ہے دولت دُنیا کی سلطنت کراتی ہے۔ دولت بڑی بڑی مشینوں کی طاقت والی قوم کو نیچا دکھاتی ہے ے

ہیں کام سب تمام جو مٹھی میں دام ہیں !
دُنیا کے سب غریب ہمارے غلام ہیں
ہم عیش ہیں جہان میں کرنے کے واسطے
پیدا ہوئے غلام ہیں مرنے کے واسطے
(خانساماں کا آنا اور پیگ دینا)

خانساماں۔ حضور! جام نوش فرمائیے!
ڈاکٹر۔ (پی کر) ویل اب تم کو چھٹی ہے جاؤ!
خانساماں ۔ حضور کہاں جاؤں۔ شہر میں جانے والا تو گولی سے بھون جاتا ہے۔
ڈاکٹر۔ باغی پر گولی چلنا چاہیئے۔ تم لوگ باغی ہے۔
خانساماں ۔ حضور ہم باغی نہیں۔ ہاں البتہ پیٹ سے بھوکے ہیں ۔

یہ پیٹ خالی ہے کیا کریں ہم کو پیٹ مجبور کر رہا ہے
بڑی اذیت سے خشک ٹکڑا حلق سے نیچے اتر رہا ہے
تمہاری سیوا ہی کرتے کرتے ہمیں زمانہ گذر گیا ہے
بہا کناروں سے اب گذر کر کہ پاتر دھیرج کا بھر گیا ہے

ڈاکٹر۔ تم بڑا نالائق ہے۔
خانساماں۔ تو بھی وفادار ہیں۔
ڈاکٹر ۔ پھر تمہارا لیڈر لوگ بغاوت کیوں کرتا ہے؟
خانساماں ۔ حضور! جو سوراج مانگنے والے ہمارے لیڈر ہیں وہ بالکل بے ضرر ہیں۔ خون خرابا کرنے والے تو چند ایک قومی غدار ہیں۔ جن کے ساتھ نردوش بھی ظلم کا شکار ہیں۔ سرکار کے کرودھ سے نرا پرادھیوں

پر بھی انرتھ کا گولہ چل رہا ہے۔ سوکھے کے ساتھ گیلا بھی جل رہا ہے ۞

(کمپونڈر دایک زخمی ہندوستانی کا آنا)

کمپونڈر۔ حضور! یہ ایک گھایل نوجوان ہے اور علاج کا خواہاں ہے ۞

ڈاکٹر۔ کس سے گھایل ہؤا؟

کمپونڈر۔ ؎

تھا مسافر یہ بے چارہ شہر میں آیا ہؤا
جا رہا تھا ریل پر مرتیو کا آگسایا ہؤا
خوف کے مارے سٹیشن کو روانہ ہو گیا
راستے میں گولیوں کا پر نشانہ ہو گیا

ڈاکٹر۔ دیکھو۔ تم لوگ ہمارا دشمن ہے۔ ہم تم سے بدظن ہے۔ اگر اس کو شفاخانے میں رکھوگے تو ہم اس کو زہر دے ڈالے گا۔ زہر دلوانا ہے تو یہاں رکھو۔ اور علاج کروانا ہے تو گاندھی کے پاس لے جاؤ ؎

اس کو میرے سامنے سے بس ابھی لے جائیے!
ساتھ بدکاروں کے ایسی ہی برائی چاہیئے!

زخمی۔ حضور! آپ ڈاکٹر ہیں۔ آپ کو یہ چاہیئے کہ ہر ایک سے آپ کا برتاؤ دوستانہ ہو۔ علاج کرنا آپ کا کرتویہ ہے۔ مریض اپنا ہو یا بیگانہ ہو۔ ؎

بن بھید بھاؤ سب لوگوں کو گیانی اپدیش سناتا ہے
دونو بد اور شریفوں پر بادل پانی برساتا ہے

ڈاکٹر۔ دشمن کا علاج کرنے والا بڑا ہی کم عقل ہے ۞

زخمی۔ تو پھر دشمن کے زخمی سپاہیوں کا علاج کرنا سمر (میدان جنگ) نیتی میں کیوں ادچت مانا ہے۔ یدھ ستھل میں گولی چلانے والے سنمکھ ددھ کرنے

کو تلوار اٹھانے والے شترو کا بھی علاج کرنا جب راج نیتی نے مناسب جانا ہے تو شترو ہیں۔ پر جا اگر نوجی طاقت کا نردوش نشانہ بن جائے۔ اور وہ اپنا علاج کرانے آئے تو علاج کرنے والا مورکھ ہے یا دانا ہے۔ بلکہ اس کا علاج کرنا وئید کا مکھیہ کرم ہے۔ نیتی وششیش دھرم ہے۔

بنے ہیں یہ شفا خانے ہماری ہی بھلائی سے
مزے کرتے ہو تم بھی تو ہماری ہی کمائی سے
ہماری ہی یہ مایہ اور ہم نرآش پھرتے ہیں
ہمارے زر کے گولے اور ہمارے سر پہ گرتے ہیں

ڈاکٹر۔ جب گاندھی کی جے بُلاتے ہو۔ تو سہایتا کے لئے اس کے پاس کیوں نہیں جاتے ہو؟

زخمی۔ جب گاندھی کی جے بُلانا کیا مُجرمانہ ہے؟ گاندھی کو آپ نے کس طرح گھرنا کا پاتر گردانا ہے۔ گاندھی کوئی چور نہیں۔ ڈاکو نہیں۔ خونی نہیں۔ رہزن نہیں۔ وہ سچا ولیش کا ہنکاری ہے۔ وہ بھارت کا سچا پوجاری ہے دین کا انا نتھ بے سہارے کا سہارا اور پر اوپکاری ہے۔ وہ تو ہمیں کیول یو ترولیش بھگتی کا اُپدیش سناتا ہے۔ وہ تو ہمیں ہنسا کو تیاگ کر آہنسا مارگ پر چلاتا ہے۔ اسی کی ہم پر ویادششیش ہے اور یہ اُسی کا اپدیش ہے۔ یہ اسی کے اپدیش کا نتیجہ ہے کہ

اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں ہنسا کرنے کی چاہ نہیں
یہ گولی تو کیا دستو ہے پر گولے کھا کر آہ نہیں

ڈاکٹر۔ ہم زیادہ سر دردی نہیں مانگتا۔ تمہارا علاج کرنا ہمارے دستور کے

خلاف ہے اور جواب صاف ہے۔

زخمی ۔ حضور! آپ چکتسا کرنے کو مجبور نہیں ۔لیکن یاد رکھیئے ۔تہذیب پر ناز کرنے والوں کا یہ دستور نہیں ۔

ڈاکٹر ۔ تم تہذیب کو کیا جان سکتا ہے؟

زخمی ۔ حضور! جب ہماری تہذیب کا سوریہ اونتی کے آکاش پر چمکتا تھا جب ہماری تہذیب کا جھنڈا ترقی کے شکھر پر لہراتا تھا۔ تو اس وقت یہ متھیا ویوہار نہ تھا۔ دشمن کے وَید کو کبھی دشمن کے علاج سے انکار نہ تھا۔ راون کے خاص وید سکھین نے راون کے شترو رام کے بھائی لچھمن کو موت کے منہ سے بچایا تھا۔ مہابھارت یدھ میں بھیشم پتامہ نے سکھنڈی کو پچھلے جنم کا عورت سمجھ کر تیر نہیں چلایا تھا ۔ وہ ہماری تہذیب ہے اور یہ تمہاری تہذیب ہے ۔

پاپی بھی کچلا جاتا ہے دھرمی سے بھی نہیں ٹلتی ہے
عورت کی گردن کٹتی ہے بچے پر گولی چلتی ہے
یہ ہے تہذیب مگر بجلی جو سب کے پیچھے پھرتی ہے
مندر ہو مسجد یا گرجا ہر ایک کے اوپر گرتی ہے

ڈاکٹر ۔ بس ہم زیادہ نہیں سنے گا ۔ لے جاؤ ۔ اس سڑی سودائی مریض کو لے جاؤ ۔ (جانا)

زخمی ۔ جائیے ہماری کمائی کے پسینے سے بنائے ہوئے نرم گدیلوں پر لمبی تان کر سو جائیے ۔ میں مرونگا یا جیونگا ۔لیکن تمہارا یہ برتاؤ سنسار کے اتہاس میں ایک شکھشا پرد یادگار رہے گا ۔ جس کو سن کر اور منہ میں انگلی دے کر اپنے جاتی کا ہر ایک جن بھی یہی کہے گا

یہ بھارت ہے جو بھوکا مر رہا ہے
اور اس پر بھی خزانے بھر رہا ہے
ہے اس برتاؤ پر بھی حوصلہ یہ
جفاؤں پر وفائیں کر رہا ہے

آکاش بانی۔ شانت ہو۔ بھارت ویر چنتا کو دور کر اس اکھیمانی ڈاکٹر کا کہنا ستیہ ہوگا۔ گاندھی کے نام سے بھارت میں وہ عالی شان اوشدھی بھنڈار ہوگا۔ اور جو اپنے برتاؤ میں اتنا اُدار ہوگا۔ کہ ہناں بھید بھاؤ سجن اور دشمن یہودی اور عیسائی سب اس اوشدھالیہ سے فیض پائینگے اور بھارت کی اُدارتا کو سر رہیں گے ہے

سکھاتی ہیں یہ باتیں ان کو دُنیا میں بڑا ہونا
ہمیں آئے گا ان باتوں سے پاؤں پر کھڑا ہونا

ایکٹ دُوسرا سین تیسرا

پردہ

راستہ

(ایک ہندوستانی بچے کا گیت گاتے ہوئے داخل ہونا)

گانا

یہ آرزو ہے میری بھارت پہ وار کر دوں

تن من جگر کلیجہ سب کچھ نثار کر دوں
ایسی ہوا چلاؤں جائیں یہ دن خزاں کے
بھارت کے گلستاں ہیں موسم بہار کر دوں
ایشور دے مجھ کو ہمت ساہس دے حوصلہ دے
بھارت کی اُونتی کی ناؤ کو پار کر دُوں
یہ آستیں غلامی کی قوم کے بدن پر
پہنی جو مدتوں سے ہے تار تار کر دُوں
ایسی کروں تپسیا سوراج لے کے چھوڑ دں
مٹ جائے بے قراری دُور انتظار کر دوں
(ایک صاحب کا داخل ہونا)

صاحب ۔ اے یو ۔ تو نہیں جانتا کہ مارشل لاء ہے ہے

یہ ہے قانون جاری آجکل بھارت کے شہروں میں
تمہاری زندگی ہے قید ان سنگین پہروں میں

بچّہ ۔ ہاں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ آج ہر ایک شہری کی آزادی پر فوجی قانون کی مہر لگی ہے ۔ بھارت کی پوتر بھومی پر انیائے اور ہتیاچار کی قسمت جاگی ہے ہے

آج پانی اپنی محنت کا پسینہ ہو گیا
آج مشکل ہم وفاداروں کا جینا ہو گیا

صاحب ۔ تو پھر اس طرح نڈر ہو کر کیوں پھر رہے ہو؟

بچّہ ۔ کیونکہ ہمارے من میں پاپ کا لیش نہیں ۔ یہ تو بتلایئے ۔ کیا اس دھرتی پر ہمارا کچھ ادھیکار نہیں ۔ یہ بھومی ہمارا دیش نہیں ؟

صاحب ۔ اچھا ۔ تم نے ہم کو سلام کیوں نہیں کیا؟

بچّہ ۔ (اپنے دل میں) مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ سلام کے اس قدر بھوکے ہیں ؞

صاحب ۔ اچھا اب باقاعدہ سلام کرو ؞

بچّہ ۔ (فوجی سلام کرنا) یہ لیجیئے سلام (خود سے) مگر یہ سلام کس کام کا ۔ یہ کوئی شان نہیں ۔ یہ کوئی سنمان نہیں ۔ یہ ہمارا اپمان ہے ۔ اور تمہارا ابھیمان ہے ۔ اگر چاہتے ہو کہ ہم تمہاری عزت کریں تو پہلے ہمارے دل کی سلطنت پر راج پاؤ ۔ ہمارے سر کو نہیں بلکہ ادھیکار اور پریم بھاؤ سے ہماری آتما کو جھکاؤ ؎

وہ راجہ کیا جو توپوں سے ادھیکار قلعوں پر کرتا ہے

ہے مہاراجہ ادھیراج وہی جو راج دلوں پر کرتا ہے

صاحب ۔ اگر زیادہ کلام کرو گے ۔ تو بید لگائے جائیں گے ؞

بچّہ ۔ تو جس عملداری میں نردوشوں کا خون بہایا جاتا ہے ۔ پشوؤں کی طرح رینگ کر پیٹ کے بل دوڑایا جاتا ہے ۔ میلوں تک کڑکتی دھوپ میں دوڑایا جاتا ہے ۔ اس عملداری میں بید لگانا کوئی نیائے کے خلاف نہیں ۔ کارن کہ اس ورتمان کال میں بے گناہ بھی معاف نہیں ۔ محکوم سے حاکم کا دل صاف نہیں ۔ کوئی داد فریاد نہیں ۔ کوئی انصاف نہیں ؎

یہی طرز حکومت ہے تو پھر انصاف کیا ہوگا

بے انصافی کی رسی میں نیائے کا گلا ہوگا

اگر نردوش پرجا پر ستم ایسا روا ہوگا

حکومت میں امن ہوگا نہ پرجا کا بھلا ہوگا

صاحب ۔ تم دنیا میں ذلیل سے ذلیل سزا کے لائق ہو ؞

بچہ - ہمارا دوش ؟
صاحب - کچھ نہیں +
بچّہ - ہماری غلطی ؟
صاحب - کچھ نہیں +
بچّہ - ہماری تقصیر ؟
صاحب - کچھ نہیں +
بچہ - تو پھر ؟
صاحب - بس تھانے پر چلو !

بچّہ - چلئے - تھانے پرے چلئے - کورٹ مارشل میں لے چلیئے - عدالت میں جانے سے وہ گھبرائے گا - جو قصور وار ہوگا - سزا سے وہ ڈرے گا - جو گناہگار ہوگا - جو خالص سونا ہے اس کو آگ میں تپائے جانے کا کیا ڈر ہے - جو شدھ آچرن کا سوامی ہے اس کو کوتوالی یا تھانے کا کیا ڈر ہے ؟ ے

جسم کا پاپی ہے جو ڈرتا ہے وہ ہی کال سے
جس کا کھاتہ صاف ہے کیا ڈر اسے پڑتال سے

صاحب - تو سزا بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ !

بچہ - ہم ستیہ آگرہی ہیں - اس لئے ہر ایک ظلم سہنے کے لئے تیار ہیں - ہم سچائی کے پریمی ہیں - اس لئے سچائی کی دیوی پر بلہار ہیں - عام مجرم قانون کو کپٹ اور چھل سے توڑتا ہے - اور فریب سے بچنے کے لئے سزا سے منہ موڑتا ہے - پرنتو ستیہ آگرہی ہمیشہ راج کے قانون کے انوسار چلتا ہے - کارن کہ قانون کو وہ جاتی سدھار کے لئے اُچت سمجھتا ہے - لیکن جب وہ کسی قانون کو منشو سے گرا ہؤا جانتا ہے - تو وہ اس قانون کو نہیں مانتا ہے ے

کنووں ندیوں تالابوں میں سمندر سوچھ جل لہراتا ہے
بن سوانتی بوند پپیہیا پر آخر پیاسا مرجاتا ہے
جو شدھ امرت کا بھوگن ہے وِش کا پھر ہار نہیں کرتا
جو ہے انسان وہ پشوؤں کا برتاؤ سوئیکار نہیں کرتا

صاحب - یہ سب گندے خیال ستیہ آگرہ کی برائی ہے ۔

بچہ - بلکہ ستیہ گرہ تو وہ سکہ ہے۔ جس کے ایک طرف پریم اور دوسری طرف سچائی ہے ۔

صاحب - ستیہ آگرہ کو آخر پراجے ہوتی ہے ۔

بچہ - ستیہ آگرہی جانتا ہی نہیں کہ شکست کیا شے ہوتی ہے - وہ ہمیشہ ستیہ کے لئے یدھ کرتا ہے اور ستیہ کی سدا جے ہوتی ہے ؎

اگر قید ہو تو آزادی اگر موت ہو تو مکتی ہے
یہ دونو سدھ منورتھ کرنے والی ایک بھگتی ہے

صاحب - یہ جتنا دنگا فساد ہے - ستیہ آگرہ ہی اس کی بنیاد ہے ۔

بچہ - یہ دلیل بالکل بھدی اور بے بنیاد ہے - ستیہ آگرہی کے لئے امن کو توڑنا تو کجا کسی کا من توڑنا بھی ادھرم ہے - اس کو کسی کا بھے نہیں - کیول ستیہ کی شرم ہے - ستیہ آگرہی یا تو اپنی دلیل کے کوڑے سے مخالف کو مناتا ہے یا اپنے آتما کی بلی دے کر مخالف کے من پر اپنا اثر بٹھاتا ہے ؎

جو ہے ستیہ آگرہی وہ ستیہ پر سرکار چلتا ہے !
اہنسا پرمو دھرما کے نیم انوسار چلتا ہے !
تم اس کی بوٹی بوٹی کاٹ ڈالو یا جلا ڈالو!
نہ بولے گا کبھی وہ جھوٹ چاہے تم مٹا ڈالو!

صاحب۔ کوڑے لگاکر تمہارے دماغ کی اچھی مرمت کی جائے گی۔

بچہ۔ کوڑے لگاؤ یا بیٹ کے بل چلاؤ۔ لیکن یاد رکھو۔ جب انیائے کی گھنگھور گھٹا سے مطلع صاف ہو جائے گا۔ اور سوریہ بھگوان اپنی کرنوں کے دوارا سوتنتر دیپوں میں بھارت کی سچائی کا پرکاش پہنچائے گا اور پون دیوتا اپنے جھونکوں کے ویگ کے ساتھ ہمارے خون ناحق کے سگندھ دیش دیشانتر میں پھیلا دے گا۔ تو اس وقت ایک دنیا اس انیاچار کی نندا کرے گی۔ ایک سرشٹی اس کُردرکرم سے تمہیں شرمندہ کرے گی ؎

ظلم کا بادل ہے پر جب کبھی پھٹ جائیگا
اور دھواں انیائے کا آکاش سے ہٹ جائیگا
تم چھپاؤ گے مگر یہ بھید تب کُھل جائیگا
داغ یہ ایسا نہیں دھونے سے جو دُھل جائیگا

صاحب۔ تو کوڑے کھانے کا انتظار کرو۔

بچہ۔ ہاں میں گردن جھکاتا ہوں۔ تم اپنی تلوار کی دھار تیار کرو۔ ؎

تمہارا جتنا جی چاہے ستم مظلوم پر ڈھا لو
کلیجہ چیر ڈالو میری آنکھوں کو نکلوا لو
میری نس نس کو چھیدو اور رگ رگ میری کٹوا لو
یہ حاضر ہے بدن میرا اسے کولہو میں پلوا لو
مگر میں دیش سیوا کا جو پرن ہے وہ نہ توڑوں گا
رہونگا ست پہ قائم یہ چھوڑا ہے نہ چھوڑونگا

ٹرانسفرم

{ نھانے کا دکھاؤ ایک مصنوعی شکنجے میں باندھ کر کٹی ایک نردوشوں کو بید لگائے جا رہے ہیں ۔ چیخوں کی آواز سے آکاش میں گونج ہے اور ادھر سے شکنجہ اور کوڑا لہو لہان ہیں }

ایکٹ دوسرا سین چوتھا

محل

پردہ

{ اکھش روپ مارشل لاء کا کرودھ میں بھرے ہوئے اور ہانپتے ہوئے داخل ہونا }

مارشل لاء ۔ (زبانی) میں کون ؟ خوبصورت زندگی کی ناؤ کو نیستی کے سمندر میں ڈبانے والا ۔ جھنگے کی طرح منش جیون کو مسل کر دھور میں ملانے والا امن اور امان کو انت تک پہنچانے والا ۔ کال کی وکرال گدا کو شرمانے والا منتر اور شتردو کو ایک ہی پاشان میں باندھ کر جلانے والا ۔ پرماتما کی سندر سرشٹی پر انیائے کی آگ برسانے والا ۔ ماتاؤں کو نامراد ۔ ستیوں کو برباد ۔ بچوں کو ناشاد اور بوڑھوں کو بے اولاد بنانے والا انیجیوی مارشل لاء ہے

خشک و تر دونو جلا دیتا ہوں اپنی آگ سے
خون جو دھاؤں کا جم جاتا ہے میری لاگ سے
مجھ کو پرواہ نہ تو اور آہ و زاری کی نہیں
مجھ کو چنتا دردمند کی بے قراری کی نہیں

(پُتر کی مرتیو سے دکھت ماتا کا آنا)

ماتا ــ (مارشل لاء کا دامن پکڑ کر) یہی ہے خونی ـ چور ـ ڈاکو ـ میرے انمول لال کو لوٹنے والا ـ جس نے میرے بڑھاپے کی لاٹھی کو توڑ ڈالا ـ

جنم کی تھی کمائی ایک ہی انمول ہیرا تھا
میرا بیٹا میری تاریک آنکھوں کا میرا تھا
اے ظالم توڑ کر تو نے رکھا ہے پھل میرا کچا
بتا موذی کہاں ہے وہ میرا پیارا میرا بچہ

مارشل لاء ـ بوڑھیا! تو بھولتی ہے ـ

اب میرا کیا واسطہ اب تو امن کا دور ہے
حکم کا بندہ ہوں میں تو اس کا قاتل اور ہے

ماتا ــ نہیں دیکھ دیکھ! تیرے ہاتھ ابھی تک بے گناہوں کے خون سے لال ہیں ـ خونی ڈاکوؤں کی طرح تیری مونچھیں نہ کرال ہیں ـ

تیری مجھ کو صورت ہی بتلا رہی ہے!
کلیجہ یہ تیری نگاہ کھا رہی ہے!
تو ہی میرے بچے کا قاتل ہے ظالم!
لہو کی مجھے تجھ سے بو آ رہی ہے!

(ستی کا اپنے پتی کی مرتیو میں دکھت دیوانہ وار داخل ہونا)

ستی ـ (مارشل لاء کا دامن پکڑ کر) یہی ہے ـ میرے سہاگ کے تاج کو دھول میں ملانے والا ـ مجھے جنم بھر کے لئے سوگ کا ماتمی لباس پہنانے والا ـ مجھ نو دولھی کو ایک نامراد ودھوا بنانے والا ہتیا کاری یہی ہے ـ بتا ظالم بتا!

ٹوٹا ہے جس کو تو نے وہ سمپتی کہاں ہے
ظالم بتا کہ میرا پیارا پتی کہاں ہے
مر جاؤں گی میں تجھ پر میرا صبر پڑے گا
اِک اور خون ناحق سر پہ تیرے چڑھے گا

مارشل لاء ۔ اے عورت! تو کیا دیوانی ہے؟

ماتا ۔۔ ہاں! دیوانی ہوں ۔ دنیا میں جینے کی آشا چھوڑ کر آئی ہوں ۔ سہاگ کی چوڑیاں پھوڑ کر آئی ہوں ۔ بتا! نہیں تو میں ابھی ست پن کا چمتکار دکھاؤں گی ۔ تیری من مانی ڈکٹیٹر شاہی کو دھور میں ملاؤں گی ؎

میں نیائے کے لئے دھرتی سے مُردوں کو جگاؤں گی
میں اپنی آہ و زاری سے ابھی پرلے مچاؤں گی
میں چیخوں سے ابھی آکاش دھرتی پہ گراؤں گی
میں نالوں سے شری بھگوان کا آسن ہلاؤں گی
میں اپنے دل کا دکھڑا ان کو رو رو کر سناؤں گی

مارشل لاء ۔۔ لیکن اس کے چھینٹے جوالا مکھی کے بھیانکر شعلوں کو نہیں بجھا سکتے ۔ رات دن بہنے والے ندی نالے پتھر کی چٹانوں کو پانی نہیں بنا سکتے ؎

تمہاری آنکھ کا پانی اثر کچھ کر نہیں سکتا
تمہارے رونے دھونے سے میں ہرگز ڈر نہیں سکتا

ماتا ۔ ظالم! یہ تیرا مہتھیاچار ہے ۔ ستی کا شراپ وشو کو پل میں ناش کر دینے والا ہتھیار ہے ؎

ستی کے شاپ سے ڈرتے ہیں ساہس اور بل والے
ابھی چاہے تو پرتھوی کا ستی تختہ الٹ ڈالے

ستی - یہی ستی نربدا نے اپنی شکتی سے سوریہ بھگوان کو اودے کرنے سے روک لیا تھا - یہی ستی ساوتری نے کال کو پتی کے پران لینے سے ٹوک کیا تھا - تو میری فریاد بھی ورتھا نہیں جائے گی - آج نہیں تو سمے پا کر پھل لائے گی -

یا ہمیشہ کے لئے بھارت سے تو ہٹ جائے گا
یا امن بھارت میں دوبارہ نہ ہونے پائے گا

(بھائی کے سوگ میں بہن کا بال کھولے ہوئے داخل ہونا)

بہن - (مارشل لاء کا گریبان پکڑ کر) یہی ہے جس نے بھارت کی بھادی سنتان کا اپمان کیا - جس نے سکھ سے بستے ہوئے لاکھوں گھرانوں کو ویران کیا -

ابھی تک خون ناحق سے ہے دامن تر قصائی کا
یہی جلاد موذی ہے یہ قاتل میرے بھائی کا

ماتا - یہی ہنسا کاری دکھدائی ہے -

ستی - یہی جلاد ہے انیائی ہے -

بہن - یہی بے رحم قصائی ہے -

مارشل لا - اری نادان عورتو! مجھے چھوڑ دو!

ماتا - تجھے چھوڑ دیں - جس نے بھارت میں ہاہاکار مچا دیا - جس نے بھارت ورش گورو اور مان دھول میں ملا دیا - اسے چھوڑ دیں؟

بادشاہ کے سامنے نیائے کو ہم لے جائینگی
ہم تجھے ان اتیاچاروں کی سزا دلوائیں گی
تو نے مردہ کر دیا پر پھر بھی باقی پران ہیں

ایک دنیا دیکھے گی بھارتی انسان ہیں

مارشل لاء۔ (دل میں) کس طرح ان سے اپنا پیچھا چھڑاؤں۔ اچھا ہے کہ اپنی بلا کسی اور سر مڑھوں۔ (پرگٹ) سنو مائیو! واسطو میں میں نردوش ہوں ÷

ماتا۔ تم اور نردوش؟ ے

خود زخم کبھی اپنا دوا ہو نہیں سکتا
اک خون کا مجرم بھی رہا ہو نہیں سکتا
اور تو نے تو کتنوں کے ہی ہیں خون بہائے
مورکھ ہے جو تجھ کو ابھی نردوش بنائے

ستی۔ ے

دامن سے تیرے داغ اُترنے کے نہیں ہیں
جو گھاؤ لگائے ہیں وہ بھرنے کے نہیں ہیں

مارشل لاء۔ تم بھولتی ہو۔ اس سارے انرتھ کے تو ڈائر اور اوڈوائر ذمہ دار ہیں۔ وہ دونوں ہی تمہارے گنہگار ہیں۔ میں تو کیول ان کے ہاتھ کا ہتھیار تھا۔ جدھر انھوں نے چلایا۔ چلنے کو مجبور اور لاچار ہیں ے

کیا ہاتھ کی حرکت انسان کی شکتی انوسار نہیں ہوتی
تلوار کسی کو کاٹے تو مجرم تلوار نہیں ہوتی

ماتا۔ تو ہم تیرے ساتھ ان کو بھی سزا دلوائیں گی۔ جنہوں نے ترا پر ادھی بھارت واسیوں کا گلا کٹوایا۔ ہم ان کا گلا کٹوائیں گی ÷

(مہاتما گاندھی کا آنا اور مارشل لاء کا آنکھ بچا کر بھاگ جانا)

گاندھی۔ شانت۔ بہنو! ماتاؤ۔ شانت!

ے

پھولتا ہر پھول ہے اور جھومتا ہر پات ہے
آج سب کچھ ہے پرنتو کل کہاں یہ بات ہے
کال سب کو تک رہا ہے سب کے اوپر گھات ہے
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے

ماتا ۔ ہے کرم ویر ۔ ہے دیش بھگت ۔ ہے جن ہنکاری ۔ جس کا کلیجہ پھٹ جائے ۔ وہ کس طرح شانتی کرے ۔ جس کے لئے یکایک دھرتی پلٹ جائے ۔ وہ کس طرح شانتی کرے ۔ اس ودھوا ستی کو دیکھو ۔ اس دکھیا بہن کی گتی کو دیکھو ؎

جل رہی ہے برہا اگن میں یہ ابھاگن نار ہے
پشپ مکھ ہے اور اس پر آنسوؤں کی دھار ہے

گاندھی ۔ ماتا ۔ اپنا سکھ ماتر دیوا کے ارپن کرو ۔ دکھ سکھ کا لیش ماتر بھی دھیان نہ کرو ؎

ہے چنچل بڑا زمانہ یہ ۔ انداز بدلتا رہتا ہے
ہر بار نئے سُر لیتا ہے یہ ساز بدلتا رہتا ہے
یہ پرتھوی اور آکاش ہمیں نت رنگ نئے دکھلاتے ہیں
اس دو پاٹوں کی چکی میں رنک اور راؤ پس جلتے ہیں

ستی ۔ ہے ویر ۔ میں دکھیا ۔ لاچار ودھوا اب کس کی شرن میں رہوں گی ۔

گاندھی ۔ اس کی جو سنسار کا داتا ہے ۔ جس کے اٹل بھنڈار سے ہر کوئی کھاتا ہے جو کسی کو بھی دوار سے نراس نہیں لوٹاتا ہے ۔ سوالی خالی جھولی لے کر جاتا ہے اور بھر کر واپس لاتا ہے ۔

ے

جاؤ جا کر من لگاؤ گھر کے کام اور کاج میں
تاکہ ہو ہم کو سپھلتا ہر طرح سوراج میں

ستی۔ گرہ کاریہ میں کیا من لگے گا؟ ؎
کیا کروں ہاتھوں میں اور پیروں میں اک زنجیر ہے
جس کے حلقوں میں بندھی گویا میری تقدیر ہے
پران پیارے سے میرا من چھوٹ سکتا ہی نہیں
یہ پتی پتنی کا رشتہ ٹوٹ سکتا ہی نہیں

گاندھی۔ ستی۔ ایشور دکھوں کا سموہ ایک ساتھ ہی بھیجتا ہے اور اس میں بھی ہماری بھلائی دیکھتا ہے۔ اچھا اوسر ہے۔ پوروجنم کے سب کرموں کا پھل ابھی بھوگ لو ؎
یہ پھل کرموں کا ہر صورت میں سب کو مل کے رہتا ہے
وہ ایسا کون ہے جو دکھ نہیں کرنی سے سہتا ہے
یہ سارا وشو ہی جکڑا ہوا ہے کرم بندھن میں
کرم سے ہی یہ سمپورن کلا کا شوریہ گتھا ہے

(تلک مہاراج کا کرمکل سے آشیرواد دیتے ہوئے داخل ہونا)

تلک۔

دوہا

کرم گتی سے ہے کوئی دکھیا اور کوئی دین!
سکھ اور دکھ جانو سبھی کرموں کے آدھین!

ستی سب۔ (پرنام کرکے) تلک مہاراج کی جے +
وہی لوکمانیہ بال گنگا دھر تلک۔ جو سدا اودیش روپی گنگا کی دھارا ہے۔

جس نے دیش بھگتی کے امرت سروت سے بھارت واسیوں کو تارا ہے ؎

یہ بھارت کا تلک پیارا تلک نامی تلک دھاری
کہ جس کے تن کے تِل تِل کا نکل کر تیل ہے جاری
مصیبت پر مصیبت ہے ماتا کے کارن ہے لاچاری
نہیں اِک پگ تلک سر کا بہ ہے طوفان گو بھاری
تجھے ہے دھنیہ اے کیوٹ کنارے تو لگائے گا
ہماری ڈوبتی نیّا کو تو ہی اب بچائے گا

تلک — ہے ستی۔ ایشور اِچّھا کو پربل مانو۔ کون مرا؟ کس نے مارا؟ بھگوان کرشن کا گیتا اُوپدیش پڑھو۔ اور دل کو شانتی دو ؛ ؎

یہ امر ہے آتما مارے سے مر سکتا نہیں
ناش اس کا استر یا ہتھیار کر سکتا نہیں
آگ سے جلتا نہیں اور جل ڈبو سکتا نہیں
دیہہ بدلتا ہے مگر یہ ناش ہو سکتا نہیں

ماتا — ہے ورادھ دیوتا! تمہارے امرت روپی اُوپدیش سے مجھے پُتر ویوگ کا دُکھ بھُول گیا ؎

میرے ہر رونئیں پہ جس کے لاکھ لاکھ احسان ہیں
ایسے بھارت پر تو جتنے پُتر ہوں۔ قربان ہیں

تلک — ہے بہنو! اب میں آخری اوستھا میں ہوں۔ نہ جانے۔ تم سے میری یہ انتم بھینٹ ہو۔ یدی تم کو میرے ساتھ کچھ سنیہ ہے۔ تو اسے گرہن کرو۔ میرا اپدیش یہ ہے:—

؎

آدرش مان نرمل جیون پوتر جو ہے!
بھارت نواسیوں کا بے غرض متر جو ہے!
سنیاس گرہست دونوں کا ایک چتر جو ہے!
سیوا ہے دھرم جس کا نیاگی وچتر جو ہے!
ہے ویر دھیر گاندھی چرنوں میں اس کے آؤ
جو چاہتے وسجے ہو سیناپتی بناؤ

گاندھی۔ ہے پوتر پوجنیہ دیویو! میں اپنے مانیہ ور دھرم پتا کا پرساد گرہن کرتا ہوں۔ اب تم بھی اپنے پتیوں پُتروں اور بھائیوں کا مرن شوک بھُول جاؤ۔ دیش سیوا میں اپنے پران نچھاور کرنے والے۔ اچل پدوی کو پراپت کرنے والے سچے ویروں کے مرتیو پر آنسو نہ بہاؤ۔

دوھا

پہنچے ہیں وہ بھگت سب پرم پتا کے پاس
ان یودھاؤں کا ہؤا دیکھو سورگ نواس

سین کا ٹرانسفر ہونا
(جلیانوالے باغ کے شہیدوں کا سورگ واس دکھائی دینا)

ایکٹ دوسرا سین پانچواں

مکان

(دو فوجی آدمیوں کا مسلح دکھائی دینا)

پہلا۔ کیوں دوست آج تو پو بارہ ہیں نا؟

دوسرا- وہ کس طرح ؟

پہلا- دل کے ارمان نکالنے کے لئے آج سنہری موقعہ ہاتھ آیا ہے - ڈاکہ - چوری - رہزنی - جبر ہر ایک کام کر گذارنے کے لئے آج قسمت نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے - آج اس سرشٹی کا بہترین انتظام کرنے والی مہاں شکتی کی آنکھیں بند ہیں - کان بہرے ہیں - زبان گونگی ہے - سرکار نوکری میں ایسے اوسر اکثر آتے ہیں - لیکن سمجھ دار ہی اس سے لابھ اٹھاتے ہیں -

ے

حاکم اعلےٰ نہیں اور نیائے کی شالا نہیں
جو بھی کر گذریں گے کوئی پوچھنے والا نہیں

دوسرا- تو کیا کریں ؟

پہلا - کس پر ہاتھ صاف کریں ۔

دوسرا - نردوش پرجا پر ہاتھ صاف کرنا کیا پاپ نہیں ؟

پہلا - واہ !

ے

پاپ کرنا پاپ ہو تو پاپ کی ہستی نہ ہو
جوش بہرے میں نہ ہو سوبھاؤ میں مستی نہ ہو
لوٹنا ہے گر مزا اس پاپ کے سامان کا
دھیان رکھنا ہے ورتھا پھر مان اور ایمان کا

دوسرا - قصوروار پر انیائے ہو جائے - تو یہ نشچے ہی ہے نیائے لیکن ....

- لیکن یہاں پر ایک اور سوال ہے - نیائے اور انیائے کا فضول خیال ہے - آج ایک ایک انگریز کے خون کے بدلہ ہندوستانی بچوں اور عورتوں کو ہتیا سے چکایا جائے گا - جہاں سفید خون کا ایک قطرہ گرا ہے - وہاں ہزاروں

کالے آدمیوں کا خون گرایا جائے گا۔ ؎

وقیقہ کون سا اپنے لئے دُشتوں نے چھوڑا ہے!
انہیں جتنا بھی ہم رسوا کریں اتنا ہی تھوڑا ہے!
ہم ہی نے ان کو پالا یہ ہمیں پامال کرتے ہیں!
ہم ہی سے سیکھ کر چالیں یہ ہم سے چال کرتے ہیں!

دوسرا۔ لیکن یہ دیکھنا ہے کہ پاپ کا کیا پرینام ہے؟

پہلا۔ کیا پرینام ہے؟

دوسرا۔ بڑا انجام ہے۔ ؎

ہمیشہ پاپ دم بھر کے لئے اُوپر اُچھلتا ہے
یہ سکہ پاپ کا دو چار دن دنیا میں چلتا ہے
ہوا کیا کچھ دنوں انیائے کی گر عملداری ہے
مگر دیکھو گے آخر دھرم کا پلہ ہی بھاری ہے

پہلا۔ یہ تمہاری بھول ہے۔ پاپ کا وچار فضول ہے۔ پاپ اور مہا پاپ میں صرف ایک سیڑھی کا فرق ہے۔ پاپ کی دُنیا میں رہنا چاہو تو نیموں کے انوسار چلنا ہوگا۔ ایک جگہ کھڑے نہ رہ سکو گے۔ اوپر کو اٹھو گے یا نیچے کو گرو گے! اٹھنا چاہو گے تو اپنی طاقت سے بھاری بوجھوں کو ٹھیل کر اٹھنا ہوگا۔ نیچے گرنا چاہو گے تو اپنے بوجھ سے ہی نیچے اترتے جاؤ گے۔

دُوسرا۔ پرنتو اس موقعہ پر اگر ہم کوئی انوچت کام کر بیٹھیں گے تو آئندہ لکھی جانے والی تواریخ دنیا پر ہمارے چال چلن کا ایک اپوتر چرتر روشن کرے گی ؎

یہ کام کیا نہ سمجھے گی نا روا ہمارا
نفرت سے نام لے گی دُنیا نہ کیا ہمارا

پہلا - دنیا کچھ نہیں - دنیا ہماری سنگینی کے بلے کے سامنے ایک گیند کے سمان ہے - ہم جس طرف چلائیں گے - اسے چلنا پڑے گا - ہم دُنیا کو جس طرف جھکائیں گے - اُسے جھکنا پڑے گا ×

دوسرا - تو اب کیا کرنا چاہیئے ؟

پہلا - موقعہ - وقت اور آزادی سے لابھ اُٹھائیں - اس مکان کی عورتوں سے چھیڑ خانی کر کے جی بہلائیں - آج فوجی طاقت کا راج ہے اور ایک پنتھ دو کاج ہے - ہمارا دل بھی بہلے گا اور افسر بھی خوش ہو گا ×

دوسرا - آپ کا ایسا وچار ہے - تو بندہ بھی اس نیک کام میں ساتھ دینے کو تیار ہے ×

پہلا - (دروازہ کھٹکھٹا کر) دروازہ کھولو !

(مکان کی چھت پر ڈر کے مارے سہمے ہوئے دو عورتوں کا ظاہر ہونا)

پہلی عورت - (آواز سن کر) بہن معلوم ہوتا ہے کہ اب مارشل لاء نئے وہی ادھک بھیانکر روپ دھارا ہے استری جاتی کا مان کچلنے کے لئے بھارت ملاؤں کے نواس استھان میں اپنا پاؤں پسارا ہے ×

دوسری عورت - ؎

بس تو سمجھو شوبھے اب شرم ساری اُٹھ گئی !
اور امن آرام کی مریاد ساری اُٹھ گئی !
باڑ کی بدلی ہے نیت کھیت کو کھانے لگی !
اب وہ رکھشا اور رسم پاسداری اُٹھ گئی !

پہلی عورت - تو پھر ؟

پہلا - جلدی دروازہ کھولو ×

دوسری عورت۔ تو اب ہمیں کیا کرنا ہوگا؟

پہلی عورت ۔ اب کائری کو بھول کر شیرنی کا سوانگ بھرنا ہوگا۔ استری پنے کو بھول کر مردانہ طاقت سے اتیاچار کا سامنا کرنا ہوگا ؎

ہم کہنے کو تو عورت ہیں نربل ہیں اور ابلا ہیں ہم
جب لاج پہ ہاتھ کوئی ٹوٹے تو ابلا نہیں بلا ہیں ہم
دیکھیں گے اتیاچاری بھی کیا تیج پرچنڈ ستی کا ہے
بھارت مہلا کے ہردے میں کیا تیج پربل شکتی کا ہے

دوسری عورت اگر ہمارے ستی تو پر اتیاچار کا ہاتھ ٹوٹے گا؟

پہلی عورت ۔ تو اس سے پرتھم کہ کسی غیر کا اپاون ہاتھ اس شدھ شریر کو سپرش کرے ۔ یہ شریر اپنی ہی اوپمن کی ہوئی نسچا کی اگنی میں جل کر بھسم ہو جائیگا۔ پران جائیں گے ۔ لیکن عصمت پر داغ نہیں آنے پائے گا ؎

اپنے ست پن پر نہ ہرگز آنچ آنے پائے گی
جان جائے گی مگر عزّت نہ جانے پائیگی

پہلا مرد۔ دروازہ کھولو۔ نہیں تو ہمیں دروازہ توڑ کر زبردستی سے کام لینا پڑے گا۔

پہلی عورت - ہم آگیا ماننے کو تیار ہیں۔ لیکن پردہ دار ہیں۔

پہلا مرد ۔ کچھ پرواہ نہیں ؎

اکسیر آج گر کر مٹی میں خاک ہوگا
عصمت کا اب تمہاری قصّہ ہی پاک ہوگا
عصمت کا رتن جس بھی پردے میں ہے تمہارے
پردہ وہی ہمارے ہاتھوں سے چاک ہوگا

پہلی عورت ۔ ایسا کرنے کا تمہیں کیا اختیار ہے ؟

پہلا مرد ۔ ہمارا ذاتی رتبہ ہمارے کام کا ذمہ وار ہے ۔

پہلی عورت ۔ رُتبے کا ابھیمان کرنا بیکار ہے ۔ سے

جوش میں رتبے کے آ کر تو نہ سیتوں کو ستا
کس کا رُتبہ رہ گیا اور کس کا رہتا ہے سدا
کال کے چکر سے یہ رتبہ تیرا کٹ جائے گا
یہ غبارہ ہے ہوا نکلے گی تو پھٹ جائے گا

پہلا مرد ۔ تم جانتی ہو کہ تم ہمارے غلاموں کی بھی غلام ہو ۔ ہم تمہارے ان داتا اور زر داتا ہیں ۔ تم ہر طرح سے رام ہو ۔

پہلی عورت ۔ کیا تمہیں زر و مال کا گھمنڈ ہے ؟

پہلا مرد ۔ اور ہمارا یہ گھمنڈ اکھنڈ ہے ۔

پہلی عورت ۔ اے دولت پر گھمنڈ کرنے والو! اس پر نہ اِتراؤ ۔ اپنے پرلوک کو سنبھالو ۔ سے

پاس راون کے بھی تھی اِک دن تو لنکا سورن کی
کیا تمہیں اس کی طرح چنتا نہیں ہے مرن کی
اس پہ گر اِتراؤ گے تو انت کو پچھتاؤ گے
کون اس کو لے گیا جو تم اسے لے جاؤ گے

دوسرا مرد ۔ اگر تم اپنے ہاتھ سے اپنے منہ سے پردہ نہیں اُتارو گی تو پھر ہمیں اپنے باہو بل سے کام لینا پڑے گا ۔

پہلی عورت ۔ ارے مُورکھ ۔ باہوں کے بل پر گھمنڈ نہ کرو ۔

سے

ہے ورنہ تھا مور کھ تجھے ان باہوں کے بل کا گمان
تجھ سے کیا کم تھا ارے بالی بھی تھا بل کا ندھان
کیا رہا اس کا جواب تیرا عمل رہ جائے گا
کال کے آگے تیرا سب باہو بل رہ جائے گا

پہلا مرد - مگر ہم کال سے نہیں ڈرتے ٭

پہلی عورت - تو ایشور سے ڈرو - اس سرو شکتیمان سے ڈرو - اس جگت کے بھنجن - دشٹ نکندن سے ڈرو ٭ ے

ڈرو اس سے کہ وہ سرشٹی کا شکتیمان ایشور ہے
وہ جتنا دل کا کومل ہے وہ اتنا ہی بھیانک ہے
اناتھوں کو ستانے کا طریقہ کیوں نکالا ہے
پتا ہے نردئیں تجھ کو کہ کل کیا ہونے والا ہے

دوسرا مرد - شاید تم سرکاری آدمی کی طاقت اور شان سے واقف نہیں ٭

پہلی عورت - اور تو شاید دینوں کے پالک اس سرو شکتیمان سے واقف نہیں؟

دوسرا مرد - اس کا وہم ایک متھیا وچار ہے ٭

پہلی عورت - تیرے عہدے اور اختیار کا بھی بالو کی کمزور دیوار پہ آدھار ہے ے

چالیں تیری یہ ترچھی ٹیڑھی کہاں رہیں گی
کب تک تجھے اس عہدے کی شیخیاں رہیں گی
عہدہ نہیں رہے گا رتبہ نہیں رہے گا
رہنے کو کچھ رہا تو بس نیکیاں رہیں گی

پہلا مرد - کیا تم نہیں مانوگی ؟ ے

کیا ہاتھ کو بڑھاؤں اور بے نقاب کردوں

مرضی ہے کیا تمہاری عصمت خراب کردوں

پہلی عورت - لیکن یاد رکھو - عورت پر اتیاچار کرنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں - جب کبھی بھی عورت پر اس طرح کا اتیاچار ہوا ہے - جب کبھی بھومی پر ایسے ادھرم کا پرچار ہوا ہے - تب ہی کوئی نہ کوئی وِگھن ہوا ہے - اور دنیا میں پری ورتن ہوا ہے ے

سیتا پر ظلم ہوا تھا جب اس کا پرینام بُرا ہی تھا

دروپدی پنچالی پر جب ظلم ہوا - اس کا انجام بُرا ہی تھا

پہلا مرد - ہم ایسی متھیا کہانیوں پر وشواش نہیں کرتے ٭

پہلی عورت - تو یاد رکھو - یدی کلجگ میں بھگوان پرتکش روپ سے ہماری سہائتا کو نہ آئے گا - تو درپردہ تم جیسوں کو اپنا چمتکار دکھلائیگا دیکھو - دیکھو - جس انگریز جاتی پر ہم لوگوں کو پورا وشواس ہے - تمہیں اسی کو بدنام کرنے کے لئے پاپ مارگ کی تلاش ہے - بادشاہ وقت کا قانون - بادشاہ وقت کا اختیار تمہیں ہرگز یہ آگیا نہیں دیتا - کہ تم اس کی نربل پرجا کو اس طرح ستاؤ - من مانا ڈنکہ بجاؤ - اس کے لیش اور کیرتی کا دھیان بھول جاؤ ٭

دوسرا مرد - ہمیں اس بھدی دلیل کی ذرا بھی پرواہ نہیں ے

"جس کی لاٹھی بھینس اس کی" یہ مثل مشہور ہے

ہاتھ اب پردے پہ اُٹھنے کے لئے مجبور ہے

(دوسری عورت کے چہرے سے نقاب اتار کر بے پردہ کردینا)

پہلی عورت ــ ہے بھگون! ہے یدو نندن تم نے ہی راون کے پنجے میں پھنسی ہوئی گئو سرو پنی جانکی ماتا کی رکھشا کی تھی۔ تونے ہی اس ستی کا دھرم بچایا تھا۔ تونے ہی دُشٹ ددشاسن کے ناپاک ارادوں کو کچل کر ستی دروپدی کا چیر بڑھایا تھا۔ تو نے ہی سدامال کو غریبی کی زنجیروں سے چھڑایا تھا۔ تونے ہی گج کو گراہ کے منہ سے بچایا تھا۔ تم سدا ہی ابلا استریوں کے سہائی رہے ہو۔ تم ہی دین دُکھیا کے پالن ہار ہو۔ تم ہی نرآدھار وں کے آدھار ہو ــ

آکے دیکھو کس قدر جور و جفا ہونے لگا
کس طرح بدلہ وفاؤں کا ادا ہونے لگا
اب بھلائی کے عوض ہم سے بُرا ہونے لگا
ظلم ابلا ناریوں پر بھی روا ہونے لگا

دوسری عورت ــ

ہے میرے گھنیشام اب تو پاپ کا گھن چھا گیا
آؤ اب اوتار دھارو گھور کلجگ آ گیا

پہلی عورت ــ دیکھو۔ دھرم کا عمل اُٹھ رہا ہے۔ آج یہ کام اندھ سیوک اپنے شریف دل شہنشاہ جارج پنجم جیسے پرجا ہتکاری سوامی کی آگیا النگھن کر رہے ہیں۔ جس سوامی کا آج تک نمک کھایا۔ اسی کی کیرتی کا اناور کر رہے ہیں۔ اپنے راجہ کی پیاری پرجا کی ستی محلاؤں کے دھرم کو سوار تھ کی ٹھوکر وں سے پامال کرنے کی ٹھانی ہے۔ آج جدھر دیکھو۔ پربھو ادھر ہی آریہ سپوت بھارت ورش کی ہانی ہے۔

ــ

گر اب نہیں آؤ گے تو کب آؤ گے پیارے
جب نام ہی مٹ جائیگا تب آؤ گے پیارے

(دونوں عورتوں کا)

گانا

وقت ہے یہ ہی ہمیرے بانسری والے آجا
اب تو بگڑی ہوئی بھارت کی بنانے آجا
مال کی فکر تھی پہلے تو پڑی بھارت کو
اب تو لیکن ہیں پڑے جان کے لالے آجا
دروپدی کی رکھی لاج سبھا میں تونے
آج بھارت کی بھی لبنیٰ کو بچالے آجا
ہاتھ امداد کا سُگریو کو دینے والے
ہاتھ بھارت کے دُکھی جن کا بٹانے آجا
درد و افلاس سُداماں کا مٹانے والے
اس دُکھی دیش کا بھی درد مٹانے آجا
دیکھ کوئی نہ کہنے ان کا کوئی رام نہیں
سوریہ کی ولش کے سُورج کے اُجالے آجا
ہر طرف پھیلی ہوئی آگ ہے بے چینی کی
گیتا اوپدیش کے چھینٹوں سے بجھانے آجا

(سین کا ٹرانسفر ہونا)

{چھپر ساگر کا دکھاوا۔ وشنو بھگوان لکشمی کے جنگھا استھل سے
سر اٹھا کر بھارت بھومی کو تسلی دے رہے ہیں۔}

ایکٹ تیسرا سین تیسرا

راشٹریہ ملاپ بھون

(لیڈروں کی راشٹریہ دُنیا سے نکلتی ہوئی آواز کا سنائی دینا)

گانا

ہم آزادی کی خاطر اپنا تن من اور دھن لگا دینگے
ہم اپنے پیارے بھارت کو سوتنتر پھر بنا دیں گے
ابھی تو کی ہے قربانی صرف مال اور دولت کی
ضرورت جب پڑے گی تو یہ جانیں بھی لڑا دیں گے
غلامی کی یہ زنجیریں جنہوں نے دیش کو جکڑا
ہم ان کو توڑنا تو کیا ہے ٹکڑے تک اُڑا دیں گے
یہ آزادی کا سندیسہ دیا جو آتمانے ہے
اسے بھارت کے گھر گھر میں پہنچ کر ہم سُنا دیں گے
جنم سے حق ہے جو اپنا ہے جس سے قوم کا جیون
ہم اپنے پیارے بھائیوں کو وہی نعمت دلا دیں گے
اگر سچے سودیشی ہیں رکھیں گے دیش کی لجا!

بدیشوں میں ہم اپنے دیش کا ڈنکا بجا دیں گے
"نہ بل ورتن" سے ہم کو اک دن سوراج لینا ہے
چمتکار آتمک شکتی کا ہم سب کو دکھا دیں گے

(شیر پنجاب لاجپت رائے کا پردیش)

لاجپت رائے۔ آؤ میرے پیارے مترو آؤ۔ اندھیرے سے نکل کر اس روشنی میں آؤ۔ جہاں سے سوادھینتا کا سندر سروپ اپنے پورے پرکاش کے ساتھ چمکتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ آؤ اس غلامی کے کاراگرہ سے نکل کر اس کھلی ہوا میں آؤ۔ جہاں آزادی کا شیتل جھونکا تمہارے آتما کو اپنی قدرتی خوراک پہنچائیگا۔ آؤ جس سچی خوشی کو ترستے ہوئے تمہارے باپ دادا پرلوک کو سدھارے ہیں اس کا خوبصورت چہرہ یہیں سے نظر آئے گا۔ جو آن بان تمہیں چمک دار دکھائی دیتی ہے وہ غلامی کی سنہری زنجیر ہے۔ جس میں بندھا ہوا تمہارا سوتنتر آتما سنسار کی سچی راحت سے محروم ہو کر بھٹک رہا ہے جو نمائش تمہیں دینے والی پرتیت ہوتی ہے۔ وہ غلامی کی جھول ہے۔ جس کے ناپاک بوجھ سے دبی ہوئی تمہاری ہستی تمہیں ناچیز اور غلام بنا رہی ہے اس جھول کو پھینک دو۔ اس غلامی کی زنجیر کو توڑ دو۔ وہ راستہ چھوڑ دو۔ اور اس راستے پر آؤ جو سیدھا اور صاف ہے ؎

اگر لینا ہے آزادی بڑھو آگے ادھر آؤ
تم آزادی کے لائق ہو تو لائق بن کے دکھلاؤ
غلامی کا یہ جوا اپنے سر سے پھینک ڈالو تم
کھڑے ہو کر تم اپنے پاؤں پر اپنا بنا لو تم

ہاں۔ مگر جاگتے رہو۔ اس سوادھینتا کے مارگ میں حرص کے ڈاکو ملیں گے

نیاگ سے ان کا مقابلہ کرو۔ سوار تھ کے خونخوار پشو ملیں گے۔ آتمک بل کے شستر سے ان کو نیچا دکھاؤ۔ مصیبت کے اولے برسیں تو دڑھتا کے چھاتے سے ان کا توازن کرو۔ دکھوں کی آندھی چلے تو ثابت قدمی سے کر تو یہ کی چٹان پر اپنے پیر جما لو۔ آؤ اپنے پیارے لیڈروں کی طرح دیش کی خاطر اپنا سروسو بلیدان کرو۔ قومی آن کے لئے اپنی سب سے زیادہ عزیز وستو پردان کرو۔ دیش ہی ہمارا سروسو ہے ؎

دیش کی چنتا ہے اور سودیش کا ہی خیال ہے
اس پہ قربان جان ہے اس پر نچھاور مال ہے
گر وطن کو اپنا اِک اِک روم بھی درکار ہے!
مرد ہے وہ ہی جو دینے کے لئے تیار ہے

(شیدائے وطن حکیم اجمل خاں کا پرویش)

حکیم اجمل خان۔ شاباش بریں ہمت مردانۂ تو۔ اے شیر پنجاب! پنجاب تو کیا اس وقت سارا بھارت ورش تم پر ناز کر رہا ہے۔ اس وقت تیری ہمت کا شہباز اپنی پوری طاقت کے ساتھ قربانی کے آسمان پر پرواز کر رہا ہے۔ سچی قربانی کی شمع کو روشن کر کے تُو نے بھارت پتروں کو آزادی کا مارگ دکھلایا ہے۔ تو نے اپنے پنجابی بھائیوں کو سوادھینتا کے پوتّر جل پرواہ سے شدھ امرت کا پان کرایا ہے۔ دھنیہ ہے وہ گرنا جس نے تیرے پاک وجود کو ہستی کا جامہ پہنایا ہے۔ دھنیہ ہے وہ ماتا جس نے تجھے اپنے پیٹ سے جایا ہے ؎

خوب جیتا ہے تمہارا خوب دُنیا میں جیئے!
اپنے رہنے کے مکاں تک قوم کی خاطر دیئے!

پوروجوں کے نام کو تو نے ہے روشن کر دیا
داغ کھلئے دل پر او بھارت کو گلشن کر دیا

لاجپت رائے - اے بھارت کے سچے سپوت - وہ تو ہی ہے - جس نے مان ایمان - دولت اور شان - بنگلے اور مکان - عزت کے تمام نشان سب کچھ قوم کی ضرورت پر قربان کر دیا - بڑی بڑی اُپا دھیوں (خطابات) اور سرکار کے متھیا وردان کا بلیدان کر دیا - آج اسلام کو تجھ پر ابھیمان ہے - آج بھارت ورش پر تیرا احسان ہے ؎

کام وہ کر کے دکھایا تُو نے ہندوستان میں
ہو گیا چرچا تیرا ترکی میں اور ایران میں
قومی عزت پر کیا تُو نے بلی آرام کا
کیوں نہ ہم پیارے کہیں ہیرا تجھے اسلام کا

حکیم اجمل خان - قومی ضرورت کے سامنے یہ خطاب اور رتبہ کیا چیز ہے - اگر وقت آئے گا - تو اپنے مادر وطن کا یہ فرمانبردار بیٹا اپنی جان نذر کرنے سے بھی قدم پیچھے نہیں ہٹائے گا ؎

جو بھی ہے یاں پر ہمارا وطن کے واسطے !
مال و زر اسباب سارا ہے وطن کے واسطے !
اس سے بڑھ کر جو کہ پیاری ہے ہمیں وہ جان ہے !
سب سے پیاری ہے مگر یہ جان بھی قربان ہے !

(فخر قوم پنڈت موتی لال نہرو کا پرویش)

موتی لال - بے شک مہندی کا پتہ پس کر ہی رنگ لاتا ہے - ایک کم قیمت سیاہ پتھر کا ٹکڑا سِل پر گھس کر آنکھ کا سرمہ بن جاتا ہے - دیپک خود جل کر ہی دوسروں

کو روشنی پہنچاتا ہے - دانہ خود خاک میں مل کر اوروں کے لئے گُل کھلاتا ہے

ے

ہے وہ مُردہ جی رہا جو اپنے تن کے واسطے
وہ ہی جیتا ہے جو جیتا ہے وطن کے واسطے
دیش کے ہت جس نے دکھ سکھ سب گوارا کر لیا
لوک اور پرلوک کا اس نے سُدھار کر لیا

لاجپت رائے - آؤ وطن کے پیارے لال - تم نے اپنے نام کا سچا پرچے دیا ہے - تم بے شک بھارت ماتا کے مان مکٹ میں چمکنے والے اُملیہ موتی ہو - تم بھارت ماتا کے آگیاکاری لال اور اندھکار میں ورتمان کال کی جیوتی ہو - ہزاروں روپیوں کی آمدنی پر لات مار کر امیرانہ سُکھ اور آرام کو بسار کر آتما کی گردن سے سوارتھ کا جُوا اتار کر - ماتر دیسیوں کے سچے بھاؤں کو ہردے میں دھاؤ کر - کرتویہ کی رن بھومی میں آنے والے ویر تم ہی ہو - کام - کرودھ - موہ - لوبھ - اہنکار - ان پانچ شتروؤں کو پچھاڑ کر - خود غرضی کو تیاگ کے پیروں سے لتاڑ کر کرم بھومی میں جوہر دکھانے والے رن دھیر تم ہی ہو +

ے

تم سے بھارت کی جاتی کا - کیونکر لیش اور نہ دُونا ہو
تم دیش بھگت اور تیاگی ہو اور ست کا ایک نمونہ ہو
تم نے سب کو دکھلایا ہے یوں بھگتی کا دم بھرتے ہیں
اس طرح وطن پر دیش بھگت سروسو نچھاور کرتے ہیں

موتی لال - میں نے کچھ نہیں کیا - جس بھارت ماتا نے ہمارے کھانے کو نانا پرکار کے بھوجنوں کا بھنڈار دیا - جس بھارت ماتا نے ہمارے پوروجوں کو آتمک

گیان پروان کر کے بھو سندھو سے تار دیا۔ جس بھارت ماتا نے ہمیں لڑکپن اور جوانی کا آنند اُٹھانے کو سمت سادھن دیئے۔ جس بھارت ماتا نے ہمارے ایک ایک ردم پر لاکھ لاکھ اُوپکار کئے جس بھارت ماتا نے ہماری آتمک پیاس بجھانے کے لئے اپنے سرولوک پوجنیہ دھرم شاستروں دوارا دھرم اُوپدیش رُوپی امرت برسایا۔ جس نے آج تک ہم کو کھلایا اور پلایا۔ جو بھارت ماتا اپسوروھاوستھا میں بھی ہمارے بڑھاپے کی لاٹھی بن کر ہمیں چلائے گی۔ اور جو مرتیو کے پشچات اپنی آنند روپنی گودی میں ہمیں سلائیگی۔ اس کی خاطر ہزاروں ردپیوں کی آمدنی تو کیا چیز ہے سنسار میں جو وستو سب سے زیادہ عزیز ہے وہ بھی نثار ہے :۔

درکار بال کی ہو، تو میں بال بال دُوں !
چمڑی ہو کام کی تو میں اپنی یہ کھال دُوں !
آنکھیں یہ کام آئیں تو آنکھیں نکال دوں !
درکار ہو جگر کی تو چرنوں میں ڈال دوں !
ماتا جو میرے واسطے ایسی اُدار ہے !
اُس کی تو ایک آن پہ سب کچھ نثار ہے !

گانا

اگر بھارت کے کام آئے تو میری جان حاضر ہے
میرے جیون کے سکھ دکھ کا سب ہی سامان حاضر ہے
یونہی یہ جان تو اک دن جہاں سے جانے والی ہے
اگر اس کے لئے جائے تو پھر یہ بھاگیہ شالی ہے !

ہے بھارت ایک دیوی اَور میں اس کا پوجاری ہوں
یہ ماتا ہے میری بیٹا! میں اس کا آگیا کاری ہوں
میں اس کا دھرم بالک ہوں یہ ہے دھرم آتما میری
میں اس کی آتما ہوں اور یہ پرماتما میری

حکیم اجمل خان۔ تو آج یہی بھارت ماتا جو نرآدر اور اپمان کے کوڑے کھا رہی ہے۔ جس کے مان کے ناؤ دکھ کے بھنور میں پھنسی ہوئی ڈگمگا رہی ہے کیا ہم اس کو اپنے جیتے جی دکھ کے ساگر میں بے سہارا چھوڑ دیں گے۔ کیا ان آنکھوں سے دیکھ کر زہر کھایا جائیگا۔

(محب وطن سی۔ آر داس کا پرویش)

سی۔ آر۔ داس۔ نہیں کبھی نہیں۔ یہ آنکھیں بھارت کا اپمان ہوتا نہ دیکھ سکیں گی۔ یہ کان بھارت کی بُرائی سننے کو ہرگز تیار نہیں ہونگے بلکہ ہم آنکھوں کو بھارت کے غم میں رو رو کر گھلا دینگے۔ اس کی خاطر سختیاں اُٹھانے کے لیے ہم اپنے دل کو پتھر کا بنا لیں گے۔ زر دیا۔ مال دیا۔ دولت دی۔ اقبال دیا۔ اب جو کچھ باقی ہے۔ وہ بھی اسی بھارت ماتا کی خاطر لگا دینگے۔

۷

ہم بھارت کا ہت کرنے کو یہ سینہ سپر بنائینگے
ہم بھارت ماتا کی خاطر اپنا سر وسو لگائینگے
ہم دُکھ اور درد زمانے کے اس کی خاطر سہہ جائینگے
سر پر آرے بھی چلتے ہوں تو بھی اسکے گن گائینگے

(دیش بھگت پنڈت رام بھجدت کا پرویش)

پنڈت رام بھجدت۔ اور اس وقت تک گن گائیں گے جب تک کہ منہ میں زبان

اور شریر میں پران ہے۔ مہاتما گاندھی کے ست اپدیش انھوا سہوگیہ پر چلتے ہوئے زبان سے ست کا پرچار کرینگے۔ زبان بند کر دی جائے گی تو قلم کو اختیار کرینگے۔ قلم پکڑ لیا جائے گا تو شبھ بھاو سے۔ سچے ہردے سے۔ درڑھ وشواش سے۔ پرارتھناؤں دوارا بھارت کا بھلا چاہیں گے۔ پنجاب کے اتیاچاروں کی تلافی کرائیں گے۔ اور خلافت سمبندھی غلطیوں کا سنشودھن ہو جانے پر چین پائیں گے +

ہم آہنسا پرمو دھرما کی ستتا بتلائیں گے
دھرم پر چلتے ہوئے ہم دھرم کا یش پائیں گے
باہو بل سے اور قوموں نے لیا سوراج ہے!
آتمک بل سے مگر سوراج ہم لے جائینگے!

موتی لال۔ کیوں نہیں۔ جب دیش بھگت سی۔ آر۔ داس جیسے تیاگی۔ اور آپ جیسے بھارت انوراگی دیش کلیان میں ڈٹ جائیں گے۔ تو ہماری آزادی کو رد کنے والے اور ہماری سنبھ کامناؤں کا ورودھ کرنے والے سمست سادھن مارگ سے ہٹ جائیں گے۔ کامیابی ہاتھ باندھے ہوئے سیوا میں حاضر ہو جائے گی سوادھینتا ہماری اونتی کے مارگ صاف کرنے میں تت پر ہو جائے گی

گھسنے سے کسوٹی پہ ہی سونے کی جلا ہے
یش جس کو ملا اس کو ہی سیوا سے ملا ہے
بھائیوں کی بُرائی سے برائی ہے ہماری
گر سب کا بھلا ہے تو ہمارا بھی بھلا ہے

لاجپت رائے۔

بس نہ اب پیش نظر دھیان پس و پیش کا ہو
ہے وہی کام بھلا جس میں بھلا دیش کا ہو
(بھارت سیوک پنجاب ویر ڈاکٹر کچلو کا پردیش)

ڈاکٹر کچلو۔ تو ہم اپنے دیش کا سدھار کرنے کے لئے اور جاتی کا اُدھار کرنے کے لئے سمندر کے کنارے پر چٹان کی طرح دڑھتا سے قائم ہیں مصیبت کے تھپیڑے ہمارے پاؤں کو نہیں اُکھاڑ سکتے۔ اس کے گرم جھونکے ہماری شبھ کامناؤں کے باغ کو نہیں اُجاڑ سکتے۔ اب ہم اُٹھے ہیں۔ تو پہاڑی قلعے کی مینار کے مانند ضرور ہی اوپر کو سر اُٹھائیں گے۔ اب تقدیر کے تیر ہمارے پاؤں تلے کی خاک کو چومنے کے لئے کامیابی کی کمان سے نکل کر آئیں گے ؎

مصیبت کا طوفان چاہے بپا ہو
ہو دشمن زمانہ مخالف ہوا ہو
ہے کیا فکر گر سیس بھی یہ کٹے گا
نہ پیچھے کو ہمت کا پاؤں ہٹے گا
(محب وطن ستیہ پال کا پردیش)

ستیہ پال۔ اور جیسے صحرا میں اونٹ بھوک۔ پیاس۔ گرمی اور سفر کی مصیبتیں جھیلتا ہے اور نربل ہو کر گر نہیں پڑتا۔ اسی طرح ہم بھی تمام خطروں اور مصیبتوں میں اپنے دل کو ڈھارس دینگے۔ تقدیر کے کرودھ کو دھیان میں نہیں لائیں گے۔ جس مارگ میں پیر جما دئے ہیں۔ اس مارگ سے پیچھے ہٹ کر نہیں جائینگے ؎

ے

دل ہے پہلو میں تو ہے دیش کی الفت دل میں
جان ہاتھوں پہ لئے پھرتے ہیں حسرت دلمیں

(جگت گورو سوامی شنکر آچاریہ کا پردیش)

شنکر آچاریہ - دھنیہ ہیں وہ مہا پرش - جن کا دھن اپنے برہم پورواسی بھائیوں کے کام آتا ہے - دھنیہ ہیں وہ دیوتا سروپ نیتا جو اپنے مظلوم بھائیوں کی رکھشا کرتے ہیں - جو بلوان کو نربل پر ظلم کرنے سے باز رکھتے ہیں - جو اناتھوں کی کھوج لگاتے اور ان کی سچی ضروریات کا پربندھ کرتے ہیں اور جو اپنے دسترخواں کی بچی کھچی چیزوں کو اپنے نادار بھائیوں کے یوگیہ سمجھتے ہیں ؞

دوہا

دھنیہ دھنیہ وہ آتما دھنیہ اُسی کے بھاگ
جس کے ہردے میں بسا سچا دیش انوراگ

لاجپت رائے - اور افسوس ہے ان پر جو دولت پر دولت جمع کرتے اور اس پر اتراتے ہیں - جو غریبوں کا گلا گھونٹ کر اور اناتھوں کا پیٹ کاٹ کر روپیہ کا انبار لگاتے ہیں - دھکار ہے ان کو جو غریبوں کے خون اور پسینے کو خاطر میں نہیں لاتے - اور بے دردی سے ان پر اتر تھ کر کے موج اڑاتے ہیں - لعنت ہے ان پر جو یتیموں کے آنسوؤں کو دودھ کی طرح پی جاتے ہیں - جن کے کان ودھواؤں کی گریہ وزاری سُن کر بند ہو جاتے ہیں ؞

شنکر آچاریہ - وہی لوگ لوک کو بگاڑ کر پرلوک کے آتمک ادھیکار سے

جاتے ہیں :-

جو اپنی روٹی کی خاطر بھائیوں کا پیٹ جلاتے ہیں!
جو اپنی پیاس بجھانے کو بھائیوں کا خون بہاتے ہیں!
جو اپنے سوارتھ کی خاطر بھائیوں کا نام مٹاتے ہیں!
جو خود غرضی کی بیدی پر بھائیوں کی بھینٹ چڑھاتے ہیں!
وہ ایک بار تو جیتے جی ہاں اگن چتا میں پڑتے ہیں!
پھر گھور نرک میں پڑتے ہیں سڑ جانے پر بھی سڑتے ہیں!

سب ۔ گورو شنکر آچاریہ کی جے!

لاجپت رائے ۔ جب آپ جیسے جگت گورو اس کرتویہ سمر میں پُرشارتھ کے شستر باندھ کر اُتر آئیں گے ۔ تو نشچے ہی بھارتیہ قوم کی جے ہوگی :-

دیش کے اُدھار میں سادھو بھی جب لگ جائینگے
پھر نصیبے اپنے بھارت ورش کے جگ جائیں گے
دیش بھگتی میں پڑینگے بھگت جب بھگوان کے
دن پھریں گے کیوں نہ پھر اک بار ہندوستان کے

(آواز)

(بھارت ماتا کا پرگٹ ہو کر جگت گورو کو پھولوں کا ہار پہنانا)

بھارت ماتا ۔

دوہا

جگت گورو جا کر کرو جاتی کا اُودھار
سادھو پُرشوں میں کرو دیش بھگتی پرچار

شنکر آچاریہ ۔ بولو بھارت ماتا کی جے ۔ ہے ماتیشوری دریا اپنا روپنا نہ

کام کرتا ہے۔ بستیوں اور میدانوں میں بہتا ہوا چلا جاتا ہے۔ تو بھی اس کی لہر تیرے چرنوں کو چومنے کے لئے دوڑی چلی آتی ہے۔ پھول اپنی خوشبو سے ہوا کو سگندھت بناتا ہے۔ تو بھی اس کی آخری سیوا یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو تیری بھینٹ کر دے۔ تو کیا میں اپنے اس جیون کے خوبصورت پھول کو تیری بھینٹ نہیں کرونگا۔ اوش کرونگا۔ پرماتما نے یہ سندر لشپ اسی مطلب کے لئے پیدا کیا ہے ؎

بل دے مجھے کہ میں تیرا قرضہ اتار دوں
جانیں ہزار بھی ہوں تو میں تجھ پر وار دوں

ایشور تمہاری سہائتا کرے۔

{تمام لیڈروں کا بھارت ماتا کو پرنام کرنا۔ بھارت ماتا کا سب پر پھولوں کی بارش کرنا}

ایکٹ دوسرا — سین چھٹا

ستھان

پنجابی لیڈر کا مکان

(لیڈر کا لالہ لاجپت رائے کی فوٹو کو جو مکان کی دیوار سے لٹک رہی ہے دیکھ کر)

لیڈر۔ اے شیر پنجاب! افسوس کہ تو اس وقت پاتال لوک میں پابندیوں کی زنجیروں سے جکڑا ہوا حسرت کی نگاہوں سے اپنے پیارے وطن کو دیکھنے

کے لئے بے تاب ہے۔ ہمارے سُکھ سے سُکھی اور دُکھ سے دُکھی ہونے والی مہاں آتما آ۔ اور دیکھ کہ آج کس طرح ڈائر شاہی کے ہاتھوں ہمارا خانہ خراب ہے۔ جس آزادی کو تو نے اپنا شدھ رکت (خون) پلایا ہے۔ جس کے لئے تو نے بندھن کا کشٹ اُٹھایا ہے۔ آج اس آزادی کے تمام مارگ ہمارے لئے بند ہو رہے ہیں۔ تیرے دُکھی بھائیوں کے نالے وایو منڈل کو چیر کر انتم آکاش تک بلند ہو رہے ہیں ۔ ؎

آ اور دیکھ دُکھ کی ورشا برس رہی ہے
ہر ایک آنکھ پیارے تجھ کو ترس رہی ہے
تجھ کو اے لاجپت ہے پنجاب کی دُہائی
کچھ سُوجھتا نہیں ہے کر آ کے رہنمائی

(ایک ودیارتھی کا داخل ہونا)

ودیارتھی۔ بندے ماترم!
لیڈر۔ کیوں۔ آپ کا چہرہ کیوں اُداس ہے۔ کوئی بات خاص ہے؟
ودیارتھی۔ شریمان جی! اب کچھ نہیں سُوجھتا۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟
لیڈر۔ اپنے ذاتی لابھ اور فائدے کی پُونجی کو قومی ضرورت پر قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ ماترو بھومی کے گورو ارتھ اپنے آتما پر ہر ایک پرکار کا کشٹ سہنا چاہیئے۔ مہاتما گاندھی کے خاموش مقابلے کا نیم ایک سنہری اصول ہے۔ اس پوتر نیم پر ہنسا چار کا دوش لگانا فضول ہے ۔
ودیارتھی۔ ہم اپنے انت کرن کی آواز کے انوسار ہر ایک کام کرنے کو تیار ہیں ۔ ؎

سر پر سہیں گے سختی اور جیل میں سڑیں گے
لیکن اس آتما کے بل جھوٹ سے لڑیں گے

ست بات ہی کریں گے ست پر منتظر رہیں گے
اَوروں کو دکھ نہ دینگے اور آپ دکھ سہیں گے

لیڈر ۔ لاہور کا کیا سماچار ہے ؟

ودیارتھی ۔ وہاں کرنیل جانسن کا خوب طوطی بولتا ہے ۔

لیڈر ۔ سُنا ہے کہ کالج کے ودیارتھیوں پر جانسن نے خوب ہاتھ صاف کئے ہیں ۔

ان حرکتوں سے کیا لش جاتی کا ہوگا دُونا !
کیا ہے یہی یوروپ کی تہذیب کا نمونہ !

ودیارتھی ۔ کرنیل جانسن کسی اعلےٰ پدوی کی یوگتا نہیں رکھتا ۔ وہ ایک مہذب انسان کا دل اَور حوصلہ نہیں رکھتا ۔

لیڈر ۔ بے شک ۔ ہزمیجسٹی کے اعلےٰ عہدے کی عزت رکھتے ہوئے بھارت پر شاسن کی طاقت رکھتے ہوئے بادشاہ کی وفادار پرجا کا اپمان کرنا نندنیہ کام ہے ۔

ودیارتھی ۔ جس کا ہر صورت میں بُرا انجام ہے ۔

جو یدھشٹر بھیم ارجن کرشن کی سنتان ہو
جس کے دل میں اپنے راجہ کے لئے سنمان ہو
جس کا راجہ کے لئے سروسونک بلیدان ہو
ایسی ہتنکاری پرجا کا اس طرح اپمان ہو

لیڈر ۔ پیارے بھائی اسمرنا رکھو ۔ چندرماں ایک چھن بھر کے لئے ہی گرستا ہے سایٔس کال کی شگھر ہی ڈھل جانے والی شفق کے سمان تھوڑے سمے کے لئے ہی راہو کے چکر میں پھنستا ہے ۔ جاتی گوروا اور آتمک بل رکھنے والی رشی

سنتان کو جتنا کشٹ دیا جائے گا - اتنا ہی اس کی جیوتی کا پرکھاو پھیلنے پائیگا۔
پون سے بھرپور گیند کو جتنی شکتی سے نیچے پھینکا جائے گا وہ اتنی ہی شکتی
اور بل سے اوپر کو اٹھے گی + ؎

دبانے سے سرپ بھی کاٹ کھانے کو اچھلتا ہے
مصیبت میں لبشر کا جوہر مردانہ کھلتا ہے
یہ آزادی کا جذبہ تو دبائے اور بڑھتا ہے
کسوٹی پر گھسانے سے سورن کا مول پڑتا ہے

ودیارتھی - لیکن تمام تازہ ہتیا چاروں کو ایجاد کرنے میں ڈائر نے کمال کیا ہے
وفاداروں کو غداروں کو ایک ہی اُلٹی چھُری سے حلال کیا ہے ؎

پرجا پر آ کر من ڈائر کا ایسا بزدلانہ ہے
سُنو تو رو پڑو ایسا امرتسر کا فسانہ ہے

لیڈر - کیا جلیانوالے باغ کا ہتیا چار ؟
ودیارتھی - ہاں - بھارت کا رتر دوش پر یوار - اور انرتھ کی تلوار +

؎

کٹتے ہیں اس طرح بھائی ہمارے اس زمانے میں
ہیں کٹتے بھیڑ بکرے جس طرح قصاب خانے میں
سر اور دھڑ بہہ رہے تھے اس طرح خوں کی روانی میں
بہہ جاتے ہوں تنکے جس طرح دریا کے پانی میں

لیڈر - کتنی دیر تک یہ ہتیا چار کا بازار گرم رہا +
ودیارتھی - جب تک ڈائر کے پاس گولے بارود کا بھنڈار گرم رہا +

؎

نر دوش بال اور جوانوں کی ٹولیاں
کھا کر مرے ہیں اس طرح ڈائر کی گولیاں
کیڑی کو جس طرح کوئی پاؤں سے مار دے
یا اِک پشو حقیر کی گردن اُتار دے

لیڈر - جلسے کو منتشر کرنے کا کچھ یتن نہ کیا ؟

ودیارتھی - بلکہ جو لوگ بھے بھیبت ہو کر بھاگ جاتے ہیں وہی گولیوں کا نشانہ ہوئے - بچے اور بوڑھے اسی دوڑ دھوپ میں کچلے جاکر عدم کو روانہ ہوئے ؛

لیڈر - یہ بھارت ورش کے دنوں کا پھیر ہے - کہ اسی کے ٹکڑوں پر پلا ہوا بھی اسی پر شیر ہے ؛

ایّام ہی بڑے ہیں بھارت کی بے کسی کے
کھاتے اسی کے ٹکڑے ٹکڑے کئے اسی کے

ودیارتھی - اتنے پر بھی انتقام کی اگنی ترپت نہ ہوئی ؛

لیڈر - ارتھات ؟

ودیارتھی - اس سے ادھک اونیات شہر کے کنوؤں کو سپاہیوں نے پیشاب سے اوپاون کر دیا - شہر والوں کو پہروں تک دُھوپ میں پابرہنہ کھڑا کیا دھرم استھانوں میں جانے والے پیٹ کے بل چل کر جاتے تھے جو ساداہارن سپاہی کو بھی سلام نہ کرتے - وہ حوالات کی ہوا کھاتے تھے - بڑے بڑے لکھ پتی رئیس سرکاری آدمیوں کو مجبوراً سلام کرتے تھے - قانون کے جاننے والے وکیل قلیوں کا کام کرتے تھے ؛

ے

وال بر دلیل اور بہانہ دیر تھ تھا
سُنتا نہ تھا کسی کی کوئی بہ انرتھ تھا

لیڈر۔ گویا شرافت ذلّت کے پیروں کی ٹھوکریں کھا رہی تھی۔ جھوٹ کی عدالت نیائے کی گردن دبا رہی تھی ٭

دو یارتھی — اور ابھی تک دبا رہی ہے۔ لیڈر دھڑا دھڑ نردوش پکڑے جا رہے ہیں۔ پولیس کے دوارا جھوٹی شہادتوں کے بہتان گھڑے جا رہے ہیں ٭

ے

عدالت کی دشا اتنی گری اندھیر شاہی ہیں
نر اپرادھی زبردستی دھرے جاتے گواہی ہیں
نہ ہو گر پیش جو پولیس والوں کی صفائی میں
تو آ جاتی ہے اس کی جان آفت اور تباہی میں

لیڈر۔ نردوش اور ایسی پریشانی میں ؟

ودیارتھی۔ اس سے بڑھ کر پنجاب کی راجدھانی میں۔ ودیارتھیوں کی چار مرتبہ دن میں حاضری لی جاتی ہے۔ انہیں سخت سے سخت اذیت دی جاتی ہے۔ سولہ سولہ میل پاپیادہ چل کر جانا اور اس پر زبان بھی نہ ہلانا۔ یہ ہے انصاف خسروانہ ٭

ے

معصوم بالکوں پر یہ جور ہو رہا ہے
سر پیٹتا ہے نیائے اور دھرم رو رہا ہے

لیڈر۔ کیا ایسا ڈنڈ دینے والے کرم چاری کا یہ وچار ہے کہ ودیارتھیوں پر انرتھ کرنے سے یہ تحریک دب جائے گی ؟

ودیارتھی ۔ نہیں ۔ بلکہ اس کنشٹ اور ہتیا چارکا وچار پتھر کو لکیر کی طرح ودیارتھیوں کے دلوں میں کھدا رہے گا ۔

ے

ہم بھول جائیں چاہے کالج کی ہسٹری کو
بھولیں گے پر نہ ہرگز لاہور ٹریجڈی کو

(ایک افسر کا داخل ہونا)

افسر ۔ مسٹر لیڈر! معاف کرنا ۔ میں آپ کی بات چیت میں دخل دینا چاہتا ہوں (ذرا رُک کر) کیا آپ تیار ہیں ؟

لیڈر ۔ (افسر کا مطلب بھانپ کر) ہاں ۔ پرماتما کی اِچھا کو سیس پر دھارن کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں ۔

ے

جو اس کی مصلحت ہے اس تلک کس کو رسائی ہے
وہ جو کچھ بھی کرے گا اس میں میری ہی بھلائی ہے

افسر ۔ کاش کہ میری جگہ کوئی اور افسر اس ڈیوٹی پر مامور ہوتا تو آج میں تمہاری گرفتاری کا وارنٹ لانے پر نہ مجبور ہوتا ۔

لیڈر ۔ لیکن ہاں اس کے سمبندھ میں ایک پرشن ضرور کرونگا ۔

افسر ۔ کونسا ؟

لیڈر ۔ کیا آپ وہ دن بھول گئے ؟

افسر ۔ کون سے دن ؟

لیڈر ۔ جنگِ جرمن ۔

افسر ۔ وہ کیسے ؟

لیڈر ۔ افسوس ہے کہ جن ہاتھوں سے آپ مصیبت کے وقت مجھ سے یدھ کے

لئے دان مانگنے آئے تھے ۔ آج انہیں ہاتھوں سے گرفتار کرنے آئے ہو ۔ کیا تہذیب کا لہو اِتنا سفید ہے ۔ اُپکار کا بدلہ کیا قید ہے ؟

ے

امداد کی جنہوں نے لڑائی کے عہد میں
ان کو ہی آج ڈالنا چاہتے ہو قید میں
زر لے گئے ہو جن کا خوشامد سے ناز سے
بم اُن پہ گراتے ہو ہوائی جہاز سے

افسر ۔ یہ پولیٹیکل معاملہ ہے ۔

لیڈر ۔ تو وہ بھی پولیٹیکل تقاضا تھا ۔ ہم نے کس لئے جرمن کی لڑائی میں زر لٹایا تھا ؟

افسر ۔ اچھا صِلہ پانے کے لئے ۔

لیڈر ۔ نہیں ۔

افسر ۔ ہمدردی جتانے کے لئے ۔

لیڈر ۔ نہیں ۔

افسر ۔ عزت اور خطاب پانے کے لئے ۔

لیڈر ۔ نہیں ۔

افسر ۔ تو پھر ؟

لیڈر ۔ البتہ ہم نے آشا لگائی تھی ۔ کہ ہمارے زر اَور بچوں کی شہادت سے بھارت کی سوتنترتا کا پودا ہرا ہو گا ۔ ہمیں اپنا پراچین مانوی ستو عطا ہو گا ۔ لیکن وہ ہماری بھول تھی ۔ سب آشا فضول تھی ۔

ے

اب یہ جانا ہے مدد کرنا بھی اک تقصیر ہے
کچھ نمک میں ہی ہمارے بے اثر تاثیر ہے
ہم نے سمجھا تھا ملے گی اب تو آزادی ہمیں
وہم تھا وہ خواب یہ اس خواب کی تعبیر ہے

افسر - آپ سے اور مجھ سے زیادہ ہز آنر اوڈوائر اس نیتی کو سمجھ سکتے ہیں ٭

لیڈر - یہ اسی اوڈوائر کی راج نیتی کا نمونہ ہے کہ پنجاب جو سنکٹ کے وقت سہائیتا میں سب سے آگے تھا آج ماتم گھر کا نمونہ اور سُونا ہے ۔ اوڈوائر کی راج نیتی کا کیول توپوں اور ہوائی جہازوں پر آدھار ہے ۔ جو مصیبت میں مِتر تھا اب غلام اور غدار ہے ٭

افسر - اور تمہاری راج نیتی ؟

لیڈر - ہماری راج نیتی کیا ہے - وہ گیتا اور رامائن بتلائے گی - رام نے سگریو کا ہاتھ بٹایا - تو سگریو نے رام کے کاریہ ہمت اپنا سروسو لگایا - لنکا پر چڑھائی کرنے کے یوگیہ بنایا - وبھیکشن نے رام کی سہائیتا کی رام نے اس کے پرتشکار میں اسے لنکا کی راج گدی دے دی ٭

۵

راج نیتی یہ تھی وہ جس میں ذرا بل چھل نہ تھا
اس طرح ہر دیش پرجا کے لئے مشکل نہ تھا
نیک تھا نیکی کا بدلہ - بد کا بد انجام تھا
ہر طرح سے تھی سُکھی پرجا امن آرام تھا

افسر - مَیں مذہبی بحث نہیں کرنا چاہتا - اور ہتھکڑی لگانے کی معافی چاہتا

ہوں۔ (سپاہی سے) ڈو یور ورک ÷ DO YOUR WORK

(پولیس کا لیڈر کو ہتھکڑی لگانا)

ٹرانسفر

{سین کا ٹرانسفر ہونا۔ بے شمار معزز اور یوگیہ لیڈروں کا قید خانے میں پا بہ زنجیر دکھائی دینا۔ پٹاخے کی آواز پر آزادی کا نمودار ہونا}

آزادی۔ ے

ہے جب یہ آتما آزاد پھر بندھن کا کیا ڈر ہے

یہ ہے چین ہستی پھر اسے جڑ کا خطر کیا ہے

یہ ہے آنند کی منزل یہ آزادی کا دوارا ہے

نہیں بندھن میرے پیارو یہ چھٹکارا تمہارا ہے

ٹیبلہ پر

ڈراپ ا

ایکٹ تیسرا سین پہلا

دکھاؤ سین - باکنگ

آواز

{ پنجاب کے نقشے کا پھٹنا اور پیچھے سے شملہ کے پہاڑ کا نمودار ہونا - آرام کرسی پر چیمسفورڈ کا بیٹھے ہوئے اور خوشی و دولت کا ہاتھ میں گلاس لئے ہوئے دونوں پہلوؤں میں کھڑے ہوئے نظر آنا - اندر سے گانے کی آواز }

گانا

اٹھو نزاکت میں سونے والو تمہیں زمانہ جگا رہا ہے
تمہاری غفلت سے کوئی بھارت کا نام تک بھی مٹا رہا ہے
تمہیں تو پہنچا رہی ہے ٹھنڈک رُتو یہ شملے کی وادیوں کی
خبر ہے پرجا کو دُکھ کی اگنی سے کوئی ظالم جلا رہا ہے
ہزاروں بچے اناتھ ہیں اور ہزاروں ودھوائیں رو رہی ہیں
لگاؤ ڈھارس کا ان کو مرہم کہ درد جن کو ستا رہا ہے
ہیں جن کی محنت سے آج شملے کی یہ ہوائیں نصیب تم کو
انہیں کی پچھلی مرونوں کو یہ اوڈوائر بھلا رہا ہے
تمہارا اس وقت جو دھرم ہے کرو اُسے چیمسفورڈ پورن

تمہاری خاطر جو مرمٹے ہیں انہیں کو ڈائر میٹا رہا ہے

چمسفورڈ۔(چوکنا ہوکر) یہ کیسی درد بھری آواز آرہی ہے ؎

آج اس بنگلے کی دیواروں کی صورت زرد ہے
سُن رہا ہوں میں کہ اس آواز میں کچھ درد ہے

خوشی۔ شریمان! درد کس کا؟ میرے ہوتے ہوئے درد کی ہستی نہیں رہ سکتی۔ آپ میرے کر کمل سے ایک پریم پیالہ پیجئے۔ اور دل سے اِس خیال کو دور کیجئے ؎

غم کا یہ ہوگا کوئی ماتم ہونے دیجئے
رو رہا ہے جو اُسے ماتم میں رونے دیجئے
دے رہی ہے اپنے کومل ہاتھ سے پونڈی تھپک
سکھ کے پھولوں کی شیا پر دل کو سونے دیجئے

دولت۔ ہے بھارت کے ویر شاسک۔ جب تک یہ ادنےٰ لونڈی آپ کی سیوا میں نت پر ہے۔ آپ کے سنمکھ آنے کو چنتا کی کیا سمرتھ ہے ؎

بڑے آرام سے جھولو پڑے خوشیوں کے جھولوں میں
نہ کانٹا غم کا آنے دو کبھی ان سُکھ کے پھولوں میں

آواز۔ (اندر سے۔ بھارت ماتا۔ انصاف وراج نیتی کا ڈیپوٹیشن)۔ دکھی کی پکار سُنو۔ دین کی ہاہا کار سنو۔

چمسفورڈ۔ بار بار شور مچا کر ہمارے کانوں کو کون کشٹ دے رہا ہے؟

؎ چھیڑتا ہے کون اس ماتم کے سوز و ساز کو
کان بھی دکھنے لگے ہیں سُن کے اس آواز کو

Digitized by CommissionedWriting.com for the IdeaMines collective.

سکرٹری ۔حضور انور ۔کچھ دکھی لوگوں کا ڈیپوٹیشن ہے ۔

چمسفورڈ ۔ یہ کون لوگ ہیں ؟

سکرٹری ۔ انصاف ۔ راج نیتی اور بھارت ماتا سے

اب تنگ ستم کی گویا تلوار تن رہی ہے
صورت ملین تینوں دکھیوں کی بن رہی ہے
مانو کسی نے ان کو پاؤں میں روند ڈالا
کپڑوں سے خاک مٹی اور دھور چھن رہی ہے

چمسفورڈ ۔ جاؤ ۔ ان کو اندر بلا کر لاؤ ۔

خوشی ۔ تو مسٹر یمان ہم یہاں سے نکل جائیں سے

آپ کی سیوا کا سب کو حوصلہ ہونے لگا
دردمندوں کا یہاں ماتم بپا ہونے لگا
جس جگہ غم ہے وہاں کیسے خوشی کی ذات ہو
کام کیا دن کا وہاں ہوگا جہاں پر رات ہو

دَولت ۔ میں بھی تو یہی کہتی ہوں کہ دکھ اور درد کے سائے سے میرا پونڑ شریر بھرشٹ ہو جائے گا ۔ ان لوگوں کے آنے سے میری گورتا کا تیج نشٹ ہو جائے گا ۔ مائی لارڈ! میرے ہوتے ہوئے آپ کو دکھی لوگوں کی سنگت نہیں کرنی چاہیئے ۔ ان لوگوں کو جواب میں "نہیں" کرنی چاہیئے ۔ سے

جہاں پر خوشی اور دَولت پڑی ہے
جہاں چودھراہی میں راحت گھڑی ہے
وہاں دردمندوں کا آنا منع ہے
وہاں آ کے آنسو بہانا منع ہے

چمسفورڈ۔ لیکن یہ لوگ بڑی آشا لگا کر آئے ہونگے۔ ہر طرف سے ٹھوکریں کھا کر آئے ہونگے +

دولت ۔ تو جو لوگ خوشی اور دولت سے ہیں۔ وہ ہمیشہ ٹھوکریں ہی کھایا کرتے ہیں۔ وہ لوگ دنیا میں ایک دور دراز جنگل میں ان نامراد پھولوں کی مانند ہیں۔ جو کسی مپرسی کی حالت میں پیدا ہوتے کھلتے اور مرجھا جایا کرتے ہیں + سے

ان کے سائے سے سدا دامن بچانا چاہیئے
جو کہ نردھن ہیں انہیں منہ منہ لگانا چاہیئے
ان کی ہستی ہی بنی ہے نیچ کاموں کے لئے
ٹھوکریں اچھی ہیں ان مفلس غلاموں کے لئے

خوشی ۔ اگر آپ ان کا دکھڑا سن کر انہیں اپنا بنائیں گے۔ انہیں مروّت کی سہائتا سے آسودہ بنائیں گے تو پھر آپ کی سیوا کون کرے گا۔ آپ کے عیش و آرام کی رکھشا کرنے کے لئے سنکٹ کا سامنا کون کرے گا؟

ے

وہ کرو یکتی کہ جس سے یہ سدا محتاج ہوں
ان کی آشائیں سدا تدبیر سے ناراج ہوں
منہ لگاتے ہی رہو گے تو یہ سر چڑھ جائیں گے
ان کو گر اوسر ملا تو آپ سے بڑھ جائینگے

آواز ۔ (اندر سے ڈیپوٹیشن کی) سنو سنو ۔ اے نرم گدیلوں پر لمبی تان کر سونے والو! دولت اور خوشی پر ہزار جان سے قربان ہونے والو! دردمندوں کی بھی ہاہاکار سنو۔ کیوں ورتھا ابھیمان پر ادھار

کھاتے ہو۔ ہم بھی تو اسی ایشور کے پتر ہیں۔ جس کے تم بنائے ہو۔

ے

نہ دولت کے نشے میں اس قدر بھی چُور ہو جاؤ
نہ بل کوشل پہ اتنے نردئیں مغرور ہو جاؤ
نہ ان کی بات پر جاؤ یہ اُلٹی راہ جاتے ہیں
یہ دَولت اور خوشی تو دھرم سے تم کو گراتے ہیں

چمسفورڈ۔ اچھا یہ لوگ کیا کہنا مانگتا ہے؟

سکرٹری۔ حضور! پنجاب میں اڈوائر نے جو اوتپات کیا ہے۔ ڈائر نے جونر دوشوں کا اُدھرپات کیا ہے۔ ان لوگوں کے ہتیاچار سے جو لاکھوں گھرانے برباد ہوئے ہیں۔ امرتسر کے جلیانوالے باغ اور دوسرے شہروں میں جو اپواد ہوئے ہیں۔ یہ ان کی کرونا جنک کتھا سنانا چاہتے ہیں۔ اپنے زخم کھول کر دکھانا چاہتے ہیں۔ اس معاملہ میں آپ سے نیائے کرانا چاہتے ہیں۔

ے

یہ آپ کے ذمہ ہی سیاست کے کام ہیں
کارن کہ آپ شاہ کے قائم مقام ہیں
سرکار کی مدد پہ انہیں اعتبار ہے
بھارت میں ان کو یہ ہی تو انتم دوار ہے

چمسفورڈ۔ آخر ان کی کیا صلاح ہے؟

سکرٹری۔ کہ آپ کچھ سمے کے لئے پنجاب کی یاترا کریں۔ اپنی آنکھوں سے ہتیا کانڈ کا درشیہ ملاحظہ کریں۔

ے

حال کے شامل اگر اگر اتنی دیا ہو جائے گی
آپ کی اتنی دیا ان کو دوا ہو جائے گی

چمسفورڈ - مگر اپریل کا مہینہ ہے - شملے سے سفر کرنا جان بوجھ کر مرنا ہے

خوشی - ہاں شریمان! ستیہ ہے - پنجاب کی گرم جل وایو سے آپ کا مزاج بگڑ جائے گا - شملے کی سگندھت شیتل وایو کا عادی شریر پنجاب کی گرم ہواؤں کا کشٹ کیونکر اٹھائے گا - آپ کے دشمنوں کی طبیعت بگڑ جائے گی - تو کیا ان لوگوں کی دردمندی کچھ کام آئے گی؟

ے

اُسی میں جل بجھے ہیں یہ جو آگنی خود لگائی تھی
بچاتا کون ان کو جو مرے ہیں جن کی آئی تھی
یہیں پر کیجئے غم کا اگر اظہار کرنا ہے
مرے ہیں جو اب ان کے واسطے کیا ہمکو مرنا ہے

دَولت - اگر تیس کروڑ غلاموں میں سے ایک آدھ ہزار مر بھی جائیں تو کیا سرکار کا کاریہ رُک سکتا ہے ے

غریبوں کو امیروں سے ہی آخر کام پڑتا ہے
غریبوں کی کمی سے کیا امیروں کا بگڑتا ہے

چمسفورڈ - ٹھیک ہے - ایسی گھٹنا تو راج میں ہوا ہی کرتی ہے اور کچھ اوڈوائر نے کیا ہوگا - وہ سوچ سمجھ کر کیا ہوگا - اپنے دیش اور جاتی کے ہت کا کام کیا ہوگا ۔ ے

جو ہوا اس پر نہ اب آنسو بہانا چاہیئے
ہندیوں کو اب یہ گھٹنا بھول جانا چاہیئے

آواز ۔ پرنتو یہ وہ گھٹنا نہیں ۔جس کو بھارت واسی بھول جائیں گے۔ کیا
بھارت واسی یہ خونی اتہاس بھول جائیں گے ؟ نہیں نہیں آپ
آنکھوں سے دیکھیں گے تو شعلے کا باس بھول جائیں گے ؎

نہ دیکھا ہو اگر اندھیر تم نے اوڈوائر کا
نہ دیکھا ہو اگر پہلے کبھی بھی ظلم ڈائر کا
تو دیکھو کس طرح دونو نے ملکر خاک چھانی ہے
بہایا اس طرح ہے خون مانو خون پانی ہے

{آواز پر فلاٹ کا پھٹنا ۔ جلیانوالے باغ کا دہشت ناک نظارہ دکھائی دینا ۔ سب کا دیکھ کر کانپنا ۔ ٹیبلے پر پردہ}

ایکٹ تیسرا سین دوسرا

استھان

اگلا محل ۔ پردہ

(شوکت علی و مہاتما گاندھی کا آنا)

گاندھی ۔ پیارے شوکت! اب ہمیں ایک سنسار کو یہ دکھانا ہے کہ ہندو اور مسلمان اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے بھی کس طرح ایک ہو سکتے ہیں ۔ کس طرح پاپوں سے چھوٹ کر دونو نیک ہو سکتے ہیں +

شوکت علی ۔ اس خالق واحد سے کونسی بات دور ہے ۔ اب اس خدا کو یہی منظور ہے ؎

تارے کب روشنی سے نیارے ہیں
تم ہمارے ہو ہم تمہارے ہیں

گاندھی ۔ مت بھید کے سوا ہمارے بیچ ہیں اور کوئی بھید بھاؤ نہیں ؀

ے

دونو کا ایک خدا ہے اور دونو بھارت کے بیٹے ہیں
دونو گردش کے مارے ہیں دونو قسمت کے ہیٹے ہیں

شوکت علی ؎

ہم کو ہے چنتا بھارت کی اور اس پر درد خلافت کا
تم دکھی ہمارے دکھ سے ہو اور اس پر روگ سیاست کا

گاندھی ۔ اس وقت ہمارے دکھ اور سنکٹ کی سیما نہیں ؀

ے

کٹھن جینا ہے اور ہے سامنا آفت پر آفت کا
ادھر رونا ہے بھارت کا ادھر رونا خلافت کا

شوکت علی ۔ لیکن پیارے گاندھی! یاد رکھو ۔ جس دن دنیا میں خلافت کا نام نہ ہوگا ۔ اس وقت یہ سمجھ لینا کہ دنیا کے نقشے پر اسلام نہ ہوگا

ے

یہ زندہ ہی رہے گی گر ہمارا نام باقی ہے
خلافت تب تلک ہے جب تلک اسلام باقی ہے

گاندھی ۔ افسوس! کیا انگلینڈ کے ساتھ آپ کا یہ سمجھوتہ نہ تھا؟

شوکت علی ۔ خلافت کی آن پر بٹہ لگانے کے لئے کون مسلمان تیار رہوتا تھا ۔ لیکن ہمیں تبلایا گیا کہ تمہاری خلافت پر آنچ نہ آئے گی ۔ ہمیں

بتلایا گیا کہ اسلام کی عظمت کی توہین نہیں کی جائے گی۔

ے

نہیں ایک وعدہ بھی پورا ہوا ہے
بتاؤ تم ہی کون اب بے وفا ہے

گاندھی ۔ تو جہاں ان باتوں نے بھارت واسیوں کے دل گھائل کئے ہیں وہاں ہندو مسلمانوں کے دل پر جو سپر جوڑ دیتے ہیں ۔جس ہندو مسلمان کی ایکتا کے لئے نیتا لوگوں نے بڑے پریشرم سے کئی سالوں تک یتن کیا۔ اس ایکتا کو سنسار چکر نے ایک ہی دن میں سپھلتا کا سہرا پہنا دیا ہے

جو کہ ناممکن تھا وہ ہی آج ممکن ہو گیا
آج بھارت کے لئے سوراج ممکن ہو گیا

شوکت علی ۔آپ نے انگلش مدبروں کی پالیسی کو دیکھا ؟

ے

نہ پورا ہو قیامت تک بھی یہ اقرار دیکھا ہے
یہ وعدوں سے مکر جانا یہ صاف انکار دیکھا ہے

گاندھی ۔ہم نے کیا نہیں دیکھا ۔ لارڈ کرزن کا شاسن نہیں دیکھا ۔ یا کہ جنوبی افریقہ کے اندولن میں برٹش سرکار کا چلن نہیں دیکھا۔

شوکت علی ۔ جنگِ جرمن میں جب بھارت نے اپنا تن من اور دھن نچھاور کیا تھا ۔اس سے ہم لوگوں نے تمام سیاسی تحریکوں کو اسی لئے روک دیا تھا۔

گاندھی ۔ لیگ آف نیشن نے ہمیں وشواس دلایا تھا کہ اگر جرمنی کے تمام

منصوبے برباد ہو جائیں گے تو تمام پر آدھین ولیش آزاد ہو جائینگے ۔
اِسی آشا پر ہیں نے سورگیہ تلک کو اسہوگیہ کرنے سے روکا تھا ۔

دوھا

لیکن اتنے نیاگ اور آشا کے پشچات
رولٹ بِل نے کر دیا بھارت پر آگھات

شوکت علی ۔ اور اس پر ڈائر کا ہتیا چار ۔ مارشل لاء کا وار ۔ لارڈ چیمسفورڈ کا نوکر شاہی کی پیٹھ ٹھوکنا ۔ ڈائر کی امداد کے لئے فنڈ کھولنا ۔

ے

کیا ہے مجبور سب نے مِل کر ہوئی نہ سیری ہمیں سناکر
اب اس پر کہتا ہے کون بھارت کے ہو فاؤں سے تو وفا کر

گاندھی ۔ اب تو بھارت واسیوں کو نوکر شاہی کی نیائے شیلتا پر بسیش ماتر وشواش نہیں ۔ اب کسی طرح کی ان لوگوں سے آس نہیں ۔ دفتری حکومت نے ابھی تک اتر تھ کی تلوار کو واپس میان میں نہیں ڈالا ۔ زبان بندی سے ۔ قید سے ۔ جرمانے سے ۔ جب بھی وقت آیا اپنے دل کا غبار نکالا ۔

ے

جاری رہا یدی کرم یہ یوں ہی ہمارے ناش کا
تو است سمجھو سوریہ بھارت بھاگیہ کے آکاش کا
جو کچھ رہی تھوڑی سی جان وہ بھی نہ رہنے پائیگی
یہ سورن بھارت بھومی بس مرگھٹ ہی بن جائیگی

شوکت علی ۔ ان کوتاہ اندیش حاکموں پر افسوس ہے ۔ جن کو اتنے پر بھی صبر نہیں ۔ جن کو اپنی اٹڈی ہوئی بے لگام طبیعتوں پر ذرا بھی جبر نہیں

وطن کی بے چینی جو خطرناک آگ کے شعلوں کی طرح آسمان کی طرف بڑھ رہی ہے وہ کہیں دُنیا کے امن و امان پر ہاتھ صاف نہ کرے۔ اپنی طاقت سے آپ اپنا انصاف نہ کرے ۔

کہہ رہا ہے آسمان کچھ اب دنوں کا پھیر ہے
بھر چکا ہے اب یہ برتن پھوٹنے کی دیر ہے

گاندھی ۔ تو اوچت ہوگا کہ ہم اس گھور اسنتوش کا اوپائے کریں ۔ اپنی مصیبت کا آپ نیائے کریں ۔ پرجا کو پرجولت روشن اگن پھیلانے کے بدلے آتم نیاگ کا آپدیش کریں ۔

دفتری عظمت کو کاٹیں آتمک ہتھیار سے
ظلم کا لیں ان سے بدلہ صبر کی تلوار سے

شوکت علی ۔ مجھے کامیابی کی پُوری اُمید ہے ۔ آپ کی اصلاح نہایت ہی مفید ہے ۔ ہماری دی ہوئی جن طاقتوں کے زور پر دفتری حکومت ہم پر ظلم کرنے کے قابل ہے وہ طاقتیں ہٹا لی جائیں ۔

گاندھی ۔ تات پریہ یہ کہ انیائے سے اپنا سمبندھ توڑ لیں اور نہ مل ورتن کر کے نوکر شاہی کو اپنی قسمت پر چھوڑ دیں ۔ یہ ہی سب سے اچھا اور اتم اوپائے ہے ۔ ہمارے لئے اب یہ ہی دھارمک نیائے ہے ۔

اس یکجہتی سے شکتی ظلم کی اک دن تباہ ہوگی
مجھے نشچے ہے یہ آخر ہماری ہی فتح ہوگی

شوکت علی ۔ عدم تعاون کے لئے اس سے بہتر موقع پھر ہاتھ نہیں آ سکتا ۔ مارشل لا اور خلافت کے مسئلے سے جو بیداری ملک میں ہو

رہی ہے۔ اب اسے کوئی بھی نہیں دبا سکتا +

دوہے

ہے جھکاؤ اس طرف زر دار اور محتاج کا
چاہتا ہے بچہ بچہ اب تو حق سوراج کا

گاندھی - اور اب سوراج کے بنا ہماری جاتی کا اُودھار نہیں ہو سکتا۔ سوراج کے بغیر دیش کا ادھار نہیں ہو سکتا +

دوہا

پر آدھینتا کا مٹے گا اس سے ہی روگ
آشائیں پورن کرے گا کیول اسہیوگ

شوکت علی - اب اس کا پروگرام تیار کرنا ہوگا +

گاندھی - پروگرام یہی ہے کہ پدوی دھاری پدویوں کا تیاگ کریں۔ کونسلوں اور برٹش عدالتوں کا بھی تسکار ہو۔ سرکاری کالجوں میں پڑھنے والے ودیارتھیوں کو تیاگ کا وچار ہو۔ تاکہ دیش کی نوکر شاہی سنستھاؤں کی شان مٹ جائے۔ سودیشی کے پرچار سے بھارت واسیوں کا اگیان مٹ جائے۔ بولو سوراج کی جے +

(سوراج کا جھنڈا لئے گاندھی مہاراج کے چند ایک شِشوں کا آنا اور گانا)

گانا

ہم لے کر چھوڑیں گے اس کو - سوراج ہمارا حق ہے - ہم ....
سب کچھ قربان کریں گے۔ بیڑی پر سیس دھریں گے

بندھن سے نہیں ڈریں گے - کیا چنتا بدی مریں گے
ہم لے کر چھوڑینگے ......
پیارو سب بھید مٹاؤ - سب کرم ویر بن جاؤ
آتم کا تیج دکھاؤ - گاندھی کی کشل مناؤ
ہم لے کر چھوڑینگے ......
بھارت یہ دیش ہمارا - ہے پرانوں سے بھی پیارا
ست اور دھرم کی دھارا تن من دھن اسی پر وار
ہم لے کر چھوڑینگے ......

ایکٹ تیسرا سین چوتھا

قومی پنڈال

{عدم تعاون کے جھنڈے کے نیچے گاندھی کا چرخہ کاتتے ہوئے دکھائی دینا}

گانا

چرخہ کاتو اے پیارو اگر سوراج لینا ہے
چرخے سے ہم کو مترو گھر زر سے بھر لینا ہے
یہ چرخہ بنا سودیشی ہے - سچا متر ہتیشی
ہم کو بھنڈار بدیشی - اپنے بس کر لینا ہے

ایسا اب کرو اُپائے - پَیسہ نہیں باہر جائے
ہم کو انگلش سے بنائے اس چرخے پر لینا ہے
کاتو اے بہنو مائیو! کاتو اے متر بھائیو!
ہم کو اے متر سہائیو - سوراج سمر لینا ہے

{ایک شراب خور کا ہاتھ میں بوتل لیئے ہوئے صوفیانہ حالت میں داخل ہونا}

شرابی - نہیں ہے - نہیں ہے - وہ آزادی جو منش کو غلامی کے بندھن سے آزاد کرتی ہے - وہ اس شراب میں نہیں - وہ سچی خوشی جو انسان کو مرتے دم تک نہ اُترنے خماری سے شاد کرتی ہے وہ اس شراب خانہ خراب میں نہیں - شراب خوری ہماری غلامی کی زنجیروں کو اور بھی کٹھن کمر رہی ہے - یہ شراب خوری ہمیں مفلس اور نردھن کر رہی ہے - یہ خانہ خراب ہمیں جھوٹی خوشی دے کر ہم سے ودیہ پدارتھ جنم بھر کے لیئے چھین لے جاتی ہے - یہ خانہ خراب ہمیں بھوکا کنگال اور سڑی سودائی بناتی ہے - یہ شراب ہمارے دیش کی دولت کو لوٹ کر ہمیں رسوائی کا منہ دکھاتی ہے +

ے

ذلّت کا ہے نشان غریبی کا قہر ہے
خوش رنگ ہے اثر میں مگر ایک زہر ہے
سیون کیا ہے جس نے اس مدیرہ ملین کا
دُنیا کا وہ رہا نہ رہا اپنے دین کا

اس کم بخت نے بیوی کے شریر کا زیور اور صندوق کا دھن تک نہ

چھوڑا۔ اس نے اپنے ابھاگے پوجاری کے گھر کا برتن تک نہ چھوڑا۔ آتما اور بدھی کو ملین کر دیا۔ ہر طرف سے نراس اور آدھین کر دیا۔ بس آج سے اس نامراد کو تلانجلی دیتا ہوں اور عدم تعاون (اسہوگیہ) کی شہرن لیتا ہوں۔ میں اس کو اپادن اور بھرشٹ وستو سمجھ کر ہمیشہ کے لئے چھوڑتا ہوں۔ آج سے اس بوتل کو توڑتا ہوں۔ (توڑنا) اس لئے نہیں کہ اس نے کیوں میری ہی بدھی کو بھرشٹ کر دیا۔ بلکہ اس لئے کہ اس نے ہمارے دیش کی پونزتا کو نشٹ کر دیا ہے

یہ کارن ہے بُرائی کی یہی ہے مُول پاپوں کا
وسیلہ ہے دکھوں کا یہ ذریعہ ہے یہ تاپوں کا
نہ مِل ورتن کرونگا آج سے اس بھرشٹ وستو سے
میں اب بھاگُونگا اس کے نام سے اور اسکی بدبُو سے

(عدم تعاون کے جھنڈے کے نیچے جاکر چرخہ کاتنا)

گاندھی ۔ آؤ۔ آؤ۔ کھوٹی راہ کو تیاگ کر اس سیچے مارگ پر آؤ۔ جو سیدھا خوشی اور سوادھینتا کی خوبصورت منزل کو جاتا ہے +

دوہا

ہوگا اب نہیں جان پر سنکٹ کا آگھات
نیا جنم ہے آج سے ہوا تمہارا تات

شرابی ۔ بولو گاندھی کی جے +

(خانصاحب کا آنا)

خانصاحب ۔ کچھ نہیں۔ یہ خطاب جو نام کی خوشبو کو کیول نوکرشاہی کی

تنگ و تاریک دنیا میں پھیلاتا ہے۔ جو اپنے بھائیوں کا کرپا پاتر بننے کے بجائے نوکر شاہی کی خوشامد کا پاتر بناتا ہے۔ کچھ نہیں یہ چمک دار سنہری اور خیالی صورت کا خطاب پا کر انسان اپنے آپ کو بہادری اور بھائی چارے کے آنند منڈل سے دور سمجھنے لگ جاتا ہے۔ وہ اپنی شان کو باقی تمام بھائیوں سے بالا اور اپنے آپ کو مغرور سمجھنے لگ جاتا ہے۔ لیکن وہ غرور اور بڑائی جو اپنے ماتر وبھومی کے جائے سگے بھائیوں کی آزاد صحبت سے محروم کر کے جیون کو شان دار بناتی ہے۔ جو غلامی کے گڑھے کی سب سے نیچی گہرائی تک لے جاتی ہے۔ وہ تحفہ ہے اس کا ظاہری روپ کچھ ہے اور باطنی صورت کچھ ہے ؎

ہے بوجھ ندامت کا دھندہ ہے غلامی کا
واسنو کی ہے بیڑی پھندہ ہے غلامی کا
جو اس کے ہیں دلدادہ دیش کو بھولے ہیں
ہستی نہیں ہے جس کی اس چیز پہ پھولے ہیں

خطاب کے لئے ایڑیاں رگڑنے والے ایک ایسے مارگ پر جا رہے ہیں جو سوادھینتا سے بہت دور ہے اور جو غلامی کی جھاڑیوں اور کلیش کے کانٹوں سے بھرپور ہے ؎

جگت میں اچھے بُرے کی انہیں تمیز نہیں
یہ جان دیتے ہیں اُس پر جو کوئی چیز نہیں

چونکہ ان خطابوں کے شوق نے ہی میرے ہم وطن بھائیوں کو ذلیل بنایا ہے۔ دیش کو جلیانوالے باغ کا درشیہ دکھلایا ہے۔ خلافت کی آن کو مٹایا ہے۔ اس لئے میں آج اپنے خطابوں کو سلام کرتا ہوں۔

ے

انہیں کے بوجھ نے اچھے خیالوں کو دبایا ہے
ہمیں بے بس کیا ہے اور ہمیں بیکس بنایا ہے
نہ مِل ورتن کرونگا آج سے میں ان خطابوں سے
رکھونگا دین کو چھوٹونگا دُنیا کے عذابوں سے

(عدم تعاون کے جھنڈے کے نیچے جانا)

گاندھی - آؤ پریہ ورا اس سائے کے نیچے آؤ - جو تمہارے تاپ کو دُور کر دیگا - ستیہ دھرم کی شکھشا دے کر اگیان کو چُور چُور کر دے گا ۔

ے

اپادھی سب یہ جھوٹی ہے یہ غداری غلامی ہے
کرو بھائیوں سے مِل کر کام اس میں نیک نامی ہے

خانصاحب - بولو گاندھی کی جے ۔

(ایک ذیلدار کا آنا)

ذیلدار - کچھ نہیں - یہ غلامی کی تابعداری کچھ نہیں - یہ نمبرداری یہ ذیلداری کچھ نہیں - یہ اپادھیاں ہمارے دل اور دماغ کو پرتنترتا کے وچاروں سے بھرپور کرتی ہیں - ہمیں ترقی کے راستے سے ہٹا کر آزادی کی گود سے دُور کرتی ہیں - انہوں نے ہمارے اوپر غلامی کا گہرا رنگ چڑھایا ہے - انہوں نے ہمارے بچّوں کو قومی تعلیم کے وچار سے محروم کرکے غلامی کا سبق پڑھایا ہے - انہوں نے ہمیں سوارتھ کا دانہ دکھا کر اس جال میں پھنسایا ہے - جس سے نِکلنا محال ہے - آج ٹھنڈے دل سے وچار کرنے پر - اپنے انتر آتما کی آواز سُننے پر ہمیں پرتیت ہوا کہ ہمارا

سر و سو پامال ہے۔ قانون کی خفیہ پیچیدگیوں میں پھنسی ہوئی ہماری
اپنے بھلے اور ان بھلے کا خیال نہیں۔ آج تک ہمیں اس کا گیان نہ تھا۔
ڈائر اور اوڈوائر کے ہاتھوں گھائل ہونے کا گمان نہ تھا۔ لیکن آج
روشن ہوا۔ کہ ہم نے اندھیرے میں رہ کر سخت دھوکا کھایا۔ آج دکھی
بھائیوں کے لئے خلافت کے لئے۔ وطن کی آن کے لئے۔ قومی شان کے
لئے۔ نمبرداری اور ذیلداری سے میں اپنا پلہ چھڑاتا ہوں اور عدم
تعاون کے جھنڈے کے نیچے آتا ہوں ؎

غلط رستے پر ہے جو اب تلک اس کا معاون ہے
جسے مغرور نوکر شاہی سے اب تک تعاون ہے
خدا کے سامنے میں آج یہ اقرار کرتا ہوں
تعاون سے ہمیشہ کے لئے انکار کرتا ہوں

(عدم تعاون کے جھنڈے کے نیچے آنا)

گاندھی۔ ؎

دوہا

دین رہا تو سب رہا اس کو لیجے جان
سب کچھ اس کے ہاتھ ہے جس کا ہے ایمان

ذیلدار۔ بولو گاندھی کی جے ٭

(ودیارتھی کا داخل ہونا)

ودیارتھی۔ ؎

جکڑا ہے بال بال غلامی کے تنگ سے
اور آتما رنگا ہے غلامی کے رنگ سے

پردے پڑے اسی کے ہیں دل اور دماغ پر
سیاہی سی ایک بھر گئی روشن چراغ سے

یہ اتہاس ہمارے دلوں سے اپنے پورجوں (بزرگوں) کا مان گھٹاتا ہے۔ یہ اورنگ زیب کو سیاہ دل اور شیواجی کو ڈاکو تبلاتا ہے۔ یہ الجبرا ہماری بدھی کو کلپت صورتوں کے گورکھ دھندے میں پھنساتا ہے۔ یہ حساب ہمیں وہ گر سکھلاتا ہے جو جنم بھر ہمارے کسی کام نہیں آتا ہے یہ جغرافیہ ہمیں طوطے کی طرح رٹنے کا سبق پڑھاتا ہے۔ یہ کہانیوں کا کورس ہمیں بلی کی چار ٹانگ اور کتے کے دو کان کے سوائے کچھ نہیں سکھاتا ہے۔ یہ شکھشا ہمارے دلوں میں دفتری حکومت کی نوکری کا شوق پیدا کرتی ہے۔ یہ سرکاری سکولوں اور کالجوں کی شکھشا ہمیں اپنی پراچین چال ڈھال سے بھگا کر ہمیں فیشن پرشیدا کرتی ہے۔ ایسی تعلیم جو ہمیں فاقہ کشی کا ہنر سکھلاتی ہے۔ جو ہمیں پرآدھین اور مفلس بناتی ہے۔ آج میں اس تعلیم سے ہمیشہ کے لئے اسہوگیہ کرتا ہوں ے

سانس آتی غلامی کی ہے ان خوشرنگ پھولوں سے
نہ پل ورتن کرونگا آج سے میں ان سکولوں سے

(عدم تعاون کے جھنڈے کے نیچے جانا)

گاندھی۔ے

دوہا

یوگوں پرہے دیش اور جاتی کا آدھار!
چرخہ کا تو تانت اور کرو دیش اُودھار!

ودیارتھی۔ بولو گاندھی کی جے ؏

(جنٹلمین کا آنا)

جنٹلمین ۔ ے

لٹا ہے مال و زر اپنا بدیشی ان لباسوں میں
بندھی ہے اپنی گردن ان کے ناگونکی راسوں میں
بنے ہیں اس قدر لٹو ہم ان کی خوشنمائی پر
ذرا بھی اب دھیان اپنا نہیں اپنی بھلائی پر

لیکن یہ کالر کیا ہے ۔ غلامی کا پھندا ہے ۔ ہمارا ہر ایک وچار آج بدیشی شاسن کا بندہ ہے ۔ یہ نکٹائی نہیں ۔ بلکہ ہماری گردن کی زنجیر ہے ۔ ہمارا کھانا پینا پہننا اُٹھنا اور بیٹھنا سب کچھ بدیشی بندھن میں اسیر ہے ۔ انہیں ظاہری خوبصورتیوں کے سبز باغ میں آکر ہم کروڑوں روپے بدیشیوں کو لٹا دیتے ہیں ہم یہ سنہری بھڑک دیکھنے کے لئے اپنے گھر کو آگ لگا دیتے ہیں ۔ وہ سودیشی کھدر جس کو ہمارے پورجوں کے پاون شریر نے پوتّر کیا ہے ۔ ہائے ! آج ہم نے بھولے پن میں پھنس کر ۔ دھرم سے پتت ہو کر اسے تیاگ دیا ہے ۔ جس دیسی کھدر پر سوراج کا آدھار ہے ۔ اُسے ہم نے چھوڑ دیا ۔ جو چرخہ ہمارے لئے لکشمی کا بھنڈار ہے ۔ اس کو ہم نے توڑ دیا ۔ ہمارے دماغ ردّی ہو گئے ۔ ہمارے من اپوتّر ہو گئے ۔ ہم سر سے پیر تک بدیشی ہو گئے ۔ ہم نے اپنے کرتویہ کو اپنے دھرم کو مسل دیا ۔ اور دھرم نے ہم کو کچل دیا ۔ ہائے ہم نے یہ نہ جانا کہ

ے

دیش کے تنکے میں نیرانے کی ایک تاثیر ہے
دیش کی مٹی کا ذرّہ بھی بڑا اکسیر ہے

دیش کا کھدر ہے بڑھیا مخمل و کمخواب سے
مات ہے اطلس بدیشی اس کی آب و تاب سے

آج اپنے جاتی سدھار کے لئے۔ دیش ادھار کے لئے۔ اپنے ملک کا پیسہ بچانے کے لئے۔ قوم کی مفلسی کو مٹانے کے لئے اور سوراج پانے کے لئے میں بدیشی وستو کو ہاتھ نہیں لگاؤنگا۔ سودیشی کھدر پہنوں گا۔ سودیشی بھوجن کھاؤنگا۔ اور پرماتما سے پرارتھنا کرونگا ؎

میرا کھانا سودیشی ہو میری بھاشا سودیشی ہو
میری شکھشا سودیشی ہو۔ میری آشا سودیشی ہو
میری نس نس میری رگ رگ سودیشی کی ہتیشی ہو
میرا جینا سودیشی ہو۔ میرا مرنا سودیشی ہو

گانا

میرا ہو تن سودیشی میرا ہو من سودیشی
چوٹی سے ہو چرن تک سارا بدن سودیشی
گھر بار ہو سودیشی ایشور کی گر دیا ہو
کشمیر سے کماری تک ہو وطن سودیشی
دیسی وچار میرے بھارت سدھار سوچیں
ہو شدھ اور نرمل میرا چلن سودیشی
ایسی سودیش سے ہو میری اٹل پریتی
بھارت کے واسطے ہو جیون مرن سودیشی
پھل پھول ہو سودیشی بھارت کے گلستاں کا
بلبل بھی ہو سودیشی اور ہو چمن سودیشی

جب تک جیوؤں سودیشی سنگار ہو بدن پر
مر جاؤں تو بھی ہووے میرا کفن سودیشی

(عدم تعاون کے جھنڈے کے نیچے جانا)

گاندھی سے

دوہا

سب بھائی مل کر کریں ایسا آتم تیاگ
نشچے جاگیں شیگھر ہی اس بھارت کے بھاگ

جنٹلمین۔ بولو مہاتما گاندھی کی جے +

(وکیل کا داخل ہونا)

وکیل۔ دُنیا کہتی ہے کہ قانونی دماغ حرکت نہیں کرتا۔ قانونی دماغ ہمیشہ قانون کی چار دیواری میں بند ہے۔ غلامی کے بندھن میں رہ کر اُسے اپنا جیون دتیت کرنا ہی پسند ہے۔ ایک وکیل کو اپنے ہی حلوے مانڈے سے کام ہے۔ اس کا دھرم پیسہ اور اس کا مذہب دام ہے۔ لیکن یہ خیال خام ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ قانون داں ہی ہیں جنہوں نے پرجا کو سچائی اور آزادی کا سیدھا مارگ دکھایا ہے اور مجھے وشواش ہے کہ یدی سارے قانون دان آج اس اسہوگیہ کے سمر میں اتر آئیں تو دیش کی ساری مشکلیں حل ہو جائیں۔ آؤ میرے قانون دان بھائیو آگے بڑھو! روزی دینے والا وہ اَن داتا ہے جو ایک کیڑی سے لے کر ہاتھی تک کو پہنچاتا ہے ؎

وہ داتا بڑا دیالو ہے جب گربھ میں تھے تو دیتا تھا
جب جنم لیا تو دیتا تھا وہ ہی داتا سُدھ لیتا تھا
اب بھی اس پر وشواس رکھو کھلا ہُوا وہ دوارا ہے

ہم کو کیا اپنی چنتا ہے جب رکھشک رام ہمارا ہے

ہمارا جیون بھارت کی ہستی سے جدا نہیں - ہم لوگوں کو بھی سب کے ساتھ اُٹھنا اور دوڑنا پڑے گا - نہیں تو اس اندولن کی دوڑ دھوپ ہم کو کچل ڈالے گی - اس لئے سب سے پرتھم میں دیش کی اوشکتا پر سوارتھ کا بلی دیتا ہوں اور اسہوگیہ کی شرن لیتا ہوں ÷ سے

بس آج سے چرخہ کاتوں گا تن من بھارت پر واروں گا
پرچار کرونگا چرخے کا من میں یہ نشچے دھارونگا
اس چرخے کے ہی دوارا ہم سب سے آگے بڑھ جائیں گے
سوراج ہمارا جو حق ہے وہ ایک برس میں پائیں گے

(عدم تعاون کے جھنڈے کے نیچے جانا)

گاندھی سے

دوہا

رکھ لی تم نے منتر ہے ماتر بھومی کی لاج
لیں گے ہم نو ماس میں اب نشچے سوراج

وکیل - بولو گاندھی کی جے ÷

(ڈکٹر سندھو کا داخل ہونا)

کٹر سندھو - یہ سب لوگ اسہوگیہ کے جھنڈے کے نیچے کیوں اکٹھے ہو رہے ہیں - کیا سب مل کر بغاوت کا کام کرینگے - نوکر شاہی سے سنگرام کرینگے سے

ایسا نہ ہو ثواب کے بدلے عذاب ہو
اس عدم تعاون کا نتیجہ خراب ہو

گاندھی - یہ تمہارا اہنسیا وچار ہے - اسہوگیہ خون بہانے والا نہیں بلکہ شانتی مئے

آتمک ہتھیار ہے :-

نکلتی ہو اگر اس سے بُرائی
نہ ہرگز میں بنُوں اس کا سہائی

کٹڑسندھو - اگر تمہاری اس اندولن کے سہائے کاری تشدد پر اُتر آئینگے - تو کیا آپ پہاڑوں پر چلے جائیں گے ؟

گاندھی - اگر تشدد بھارت دھرتی کا دھرم بن جائیگا - اور اس سمے میں جیوت رہونگا - تو میں بھارت میں رہنے کی پرواہ نہیں کرونگا - پھر بھارت کے نام سے میرے ہردے میں فخر نہ ہوگا - دیش بھگتی میرے دھرم کے آدھین ہے :-

دھرم سے ہی آتمک تھوڑی سی شکتی ہے میری
دھرم کے بل سے ہی مانو دیش بھگتی ہے میری
میرے ہردے میں ہے عزت دھرم کے اپدیش کی
دھرم کی آگیا سے ہی کرتا ہوں سیوا دیش کی

- دھرم کے سامنے بھارت ماتا کی کوئی ہستی نہیں ؟

- دھرم کے بغیر تو کسی کو بھی وطن پرستی نہیں - میں تو بالک کی طرح بھارت ماتا کی چھاتی سے چمٹا ہُوا ہوں :-

اس نے ہی دھرم سکھایا ہے یہ آتم بل کی داتا ہے
میں بھکشک ہوں یہ داتا ہے میں بالک ہُوں یہ ماتا ہے

کٹڑسندھو - آپ کو اس پر اتنا وشواش ہے ؟

گاندھی - ہاں - کارن کہ یہ مجھے آتمک خوراک دے سکتی ہے - جب اس پر میرا یہ وشواس نہیں رہے گا تو اس وقت میرا انتر آتما ہی مجھے ماتا نہ بالک

کہے گا - اس وقت ہمالہ کی برفانی تنہائی میرے گھائل آتما کو شانتی دیگی -

مگر پیدا نہیں ہوتی ہے ہرگز آگ پانی سے
نکل سکتی نہیں سختی کبھی بھی نرم بانی سے

کرشن سندھو - یدی تشدد کا شعلہ بھڑک اٹھا - تو اسھوگیہ کے سہائی کیا کرینگے؟

گاندھی - اسھوگیہ کے سچے سہائی اس سے پہلے ہی تشدد کو روکنے کی جدّو جہد میں مر جائیں گے -

کرشن سندھو - کیا اسھوگیہ سے سوراج مل جائے گا؟

گاندھی - یدی ہم اپنا تن من دھن لگا کر اسھوگیہ پر ڈٹ جائیں گے تو آزادی کے تمام دروازے خود بخود ہمارے لئے کھل جائیں گے -

دھرم کھینچے ہوئے بل سے ہماری اور (طرف) لاتا ہے!
ہماری ہی طرف دیکھو تو وہ سوراج آتا ہے!

سین کا ٹرانسفر ہونا

(بادشاہ اپنے ہاتھ سے بھارت ماتا کو سوراج کا تاج پہنا رہے ہیں)

ڈراپ

(اشوک پریس دہلی)